Hayat-i-Raja Birbar
by
Abdul Ali

حیاتِ راجہ بیربر
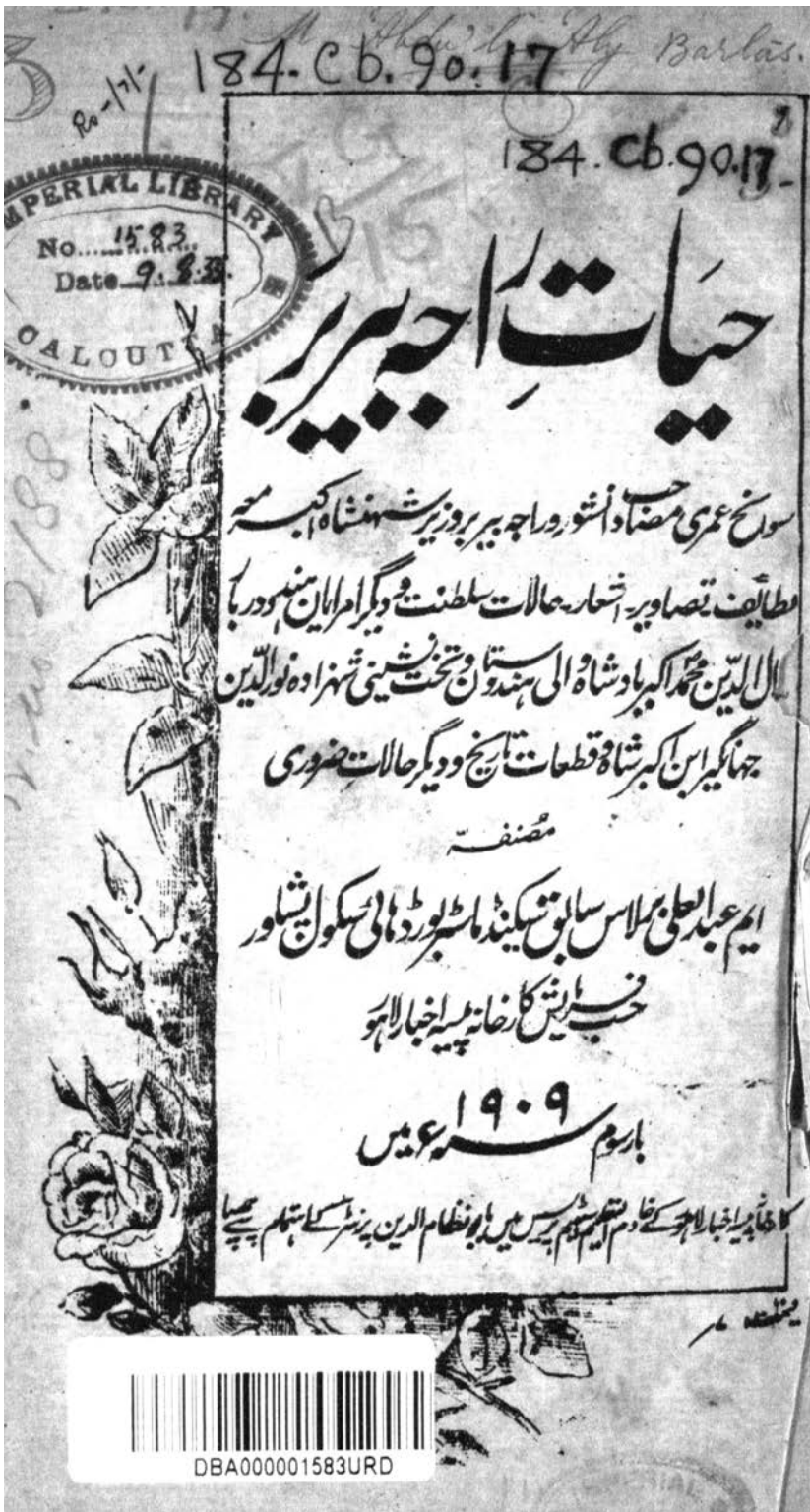
سوانح عمری مصاحب دانشور راجہ بیربر وزیر شہنشاہ اکبر معہ
لطائف تصاویر۔ اشعار۔ حالات سلطنت و دیگر امرایان ہنود دربار
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ والی ہندوستان و تخت نشینی شہزادہ نورالدین
جہانگیر ابن اکبر شاہ و قطعات تاریخ و دیگر حالاتِ ضروری

مصنفہ

ایم عبدالعلی برلاس سابق سیکنڈ ماسٹر بورڈ ہائی سکول پشاور

حسب فرمایش کارخانہ پیسہ اخبار لاہور

بار سوم سنہ ۱۹۰۹ء میں

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے خادم التعلیم سٹیم پریس میں بابو نظام الدین پرنٹر کے اہتمام سے چھپا

قیمت ۸؍

فہرست مضامین رنگین کتاب مستطاب نسخہ نایاب زمرد خضر یاقوت احمر

یعنی

حالات جناب مصاحب دانشور راجہ بیربر

تمام شد

دیباچہ کتاب نسخہ یاقوتِ احمر

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کی رقم کا۔ حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس سندِ عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے۔ کیا تاب گذر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہیں ترے سایہ میں سب شیخ و برہمن۔ آباد تجھی سے تو ہے گھر دیر و حرم کا

عندلیب بزبان ترانہ سنج حمد بہار آفرین کہ شاخ خشک قلم کو برگ و بار توفیق تحریر توحید کا عطا فرمایا اور اشجار صفحہ اوراق کو ہزار ہا گل وثنا و تعریف سے رشک چمن بنایا۔ سبحان اللہ۔ کیا صانع بیچوں چرا ہے کہ ایک قطرہ آب کو کہیں صورت زیبا اور شکل دل آرا عیاں کرتا ہے۔ مصور ہے مانی جس کی نقش نقاشی سے حیران اور بہزاد سرگرداں ہے۔ کیونکر نہ ہو عقل کل ہے باعثِ آفرینش ہے اور خالق موجودات کا ہے ہم سب اس کی تصویریں اور مٹی کی مورتیں ہیں عقل حیران ہے فہم سرگردان ہے۔ کیا بناتا ہے اور کیا کرتا ہے قطرہ آب پر اندرون رحم نقش بنائے عدم سے موجود میں لائے پھر اوسی کو ہوش زہرہ جبیں کر دکھائے۔

شعر

دہد نطفہ را صورت چوں پری ۔ کہ کرد است بر آب صورت گری

خود اس کے حق میں یوں فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ایسے ہی قطرہ آب کو کہیں در آبدار اور گوہر شہوار نمایاں کرتا ہے۔ فانوس کان لعل درخشاں کی شمع جلاتا ہے۔ قندیل صدف میں گوہر شب چراغ چمکاتا ہے سرو آزاد کے پاؤں میں موج آب اس کی محبت کی زنجیر ہے۔ و حلقہ اوس کے عشق اور اطاعت کا قمری کے لئے طوق گلو

گیسو ہے دہن غنچہ اوس کے ذکر خفی سے عطر آمیز مشام ہے۔ چشم نرگس اس کی رنگارنگ پیدائش کے نظارہ کے لئے وید کشادہ ہے پیالہ لالہ اس کی درگاہ میں کاسہ دریوزہ گری کا ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے حصہ قسمت لینے کے لئے منتظر اور آمادہ ہے۔ میری قلم دوزبان اس کی تعریف اور توصیف آفرینش میں گنگ ہے اور مرکب بے سواد اس کے بیان سے خشک ہے الحق صانع کل ہے۔ ہادی سبل ہے عقل اسکے کنہہ ذات بے پایاں میں پریشان ہے۔ احمد بے میم نے جسکی توحید میں یوں فرمایا مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ دوسرے سے کیا بن آئے

ابیات

خدایا جہاں پادشاہی تراست۔ زما خدمت آید خدائی تراست
پناہ بلندی و پستی توئی همہ نیستند آنچہ ہستی توئی

بعد حمد خالق جن و بشر حاکم قضا و قدر مبدا شام و کاسحر لغت سید کائنات خلاصہ موجودات بہترین عالم برگزیدہ نوع بنی آدم کی ہے۔ جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتہ کوچہ ضلالت براہ راست آئے بتوفیق رفیق اور مدارج تحقیق کیا مرتبے بلند پائے اور علم روشنی چار دانگ عالم میں بلند کر دکھایے۔ احمد بے میم صنعت کریم محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ والہ الطاہرین و اصحاب المکرمین

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آغاز حالات حیات راجہ بیربر

ہوئے تم بت کے بندے برہمن سے راہ رکھتے ہیں۔ حرم کے رہنے والے ہمکو عشق اللہ کہتے ہیں

پیشتر اس کے کہ ہم ناظرین کو اس ہیرو سے انٹرڈیوس کرنے میں ساعی ہوں۔ ہمارا یہہ بتانا فرض ہے کہ یہہ کیا نام ہے۔ اور کیونکر وہ اس نام سے موسوم ہوا اور اس لفظ کی وجہ تسمیہ کیا ہے بیربل۔ دراصل بیر بر ہے۔ جس کے معنے زبان سنسکرت میں ایک اچھے بہادر کے ہیں۔

بیربر کی پیدائش و پرورش

ہندوستان میں بہت کم لوگ ایسے ہونگے۔ جو بیربر کا نام نہ جانتے ہونگے۔ یہہ اپنے وقت میں بہت ظریف اور حاضر جواب گذرے ہیں۔

بیربر ملک ہندوستان کے شہر کالپی میں پیدا ہوا تھا جس کا اصلی نام مہیش داس یا بقول بعض برہمہ داس تھا اس کا باپ کالیداس بن ادورام چوبہ فرقے کا برہمن تھا۔

سوائے بیربر کے اس کے دو بیٹے اور تھے جن میں سے ایک موہن رائے جو عمر طفولیت میں گنگاجی میں اشنان کرتے کرتے ڈوب مرا۔ دوسرا لنگا ہے جو سادہو ہوگیا اور تارک الدنیا ہوکر اپنے باپ کے حین حیات میں نیپال کے لق دق جنگلوں میں جانکلا۔

کالیداس چوبہ بعمر اپنے دو فرزندوں کی مفارقت میں نہایت نحیف

ہوگیا۔ مگر اپنے عزیز بیٹے برہمہ داس کی پرورش و تعلیم و تربیت فراخوحوصلہ خود کرتا رہا اس عرصہ میں برہمہ داس نے اپنے مذہبی علم زبان سنسکرت میں کچھہ دستگاہ حاصل کرلی۔ جیسا کہ علی العموم برہمن لوگوں کے واسطے ضروری ہوتا ہے۔ ہندسہ۔ سیاق۔ نجوم وغیرہ سے کسیقدر واقف ہوگیا اور بہت سے اپنے مذہبی وید منتر اور اشلوک یاد کرلئے

بیربر ابھی ۱۳ برس کا تھا کہ کالیداس خداگنج کو سدھارے۔ افسوس ہے۔ کہ بیربر کا نہ کوئی بڑا بھائی تھا اور نہ کوئی چچا نہ کوئی ماموں جو اسکی پرورش کا کفیل ہوتا۔ صرف اس کی ایک دکھیاری ماں تھی جسکو رنڈاپے کے ساتھہ اپنے بچے کی پرورش اور تلاش معاش کا انتظام کرنا تھا جس قسم کی ایک ہندو عورت سے توقع ہوسکتی ہے کالیداس کوئی پولٹیکل ونگل کے اتنے لنگوٹے بند نہ تہے۔ کہ بہہ حکام وقت کے جاگیردار ہوتے کوئی اتنے بڑے ساحر شاعر نہ تہے۔ کہ جہوٹ سچ تعریف میں راجوں کے کبت بنا کر روپیہ حاصل کرتے۔

غرض بیربر یا برہمہ داس اور اوس کی والدہ اپنے دن بڑی مصیبت سے بسر کرتے تہے۔ کہ یکایک زمانہ نے کروٹ بدلی اور ادبار کی گھٹا نے پلٹا کھایا۔ بمصداق اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ بیربر کی شادی حسن اتفاق سے راجہ کالنجر کے پروہت مہابلی کی بیٹی سے ہوئی۔ مہابلی ایک دولتمند برہمن تہا۔ اس نے بیٹی کو معقول جہیز دیا اور زیور وغیرہ بہی دیا جس کے سبب سے بیربر اور اسکی ماں کے دن اچھے ہوگئے اور مزے سے زندگانی بسر کرنے لگے شادی سے تہوڑے عرصے کے بعد بیربر کی والدہ کا انتقال ہوگیا اور اس سے بیربر کو بہت رنج ہوا۔ مگر خوش قسمتی سے اس کی بیوی ایسی ملی جس نے اس کا سب غم غلط کردیا اور خاوند کی اطاعت اور خدمت

کرنے کا مادہ اس میں ایسا تھا کہ بیربر اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ میں اپنی
بیوی کے سبب جیتے جی بیکنٹھ میں ہوں

اپنے خسر مہابلی کی مرگ کے بعد بیربر راجہ کالنجر کی خدمت میں حاضر
ہوئے بشل اور برہمنوں کے ہندو لوگوں کو اشلوک وغیرہ سنانے پھرتے
تھے۔ رفتہ رفتہ ابتدائے جلوس میں کہیں اکبر بادشاہ کے دربار تک رسائی
ہوئی بادشاہ کو لڑکپن سے برہمنوں بھاٹوں اور اقسام طوائف ہنود کی طرف
میلان خاطر اور التفات خاص تھا۔ بیربر کی طبیعت اور سمجھ بوجھ بہت
اچھی تھی۔ اور علم ہندی و سنسکرت میں کسیقدر مہارت بھی رکھتا۔
تھا۔ ظرافت اور مسخرا پن تو اس کا حصہ تھا چند ہی روز میں ہمدم و ہمراز
بادشاہ کے ہو گئے یہاں تک کہ سوائے بیربر کے بادشاہ کو دم بھر چین
نہیں آتا تھا بقول استاد **شعر**

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔

بیربر کی ذکاوت طبع اور فکر رسا

علاوہ فن مصاحبت اور علم مجلسی کے بیربر ہندی شاعری اور
لطیفہ گوئی میں اپنے وقت کے یکتا تھے۔ کبت [illegible] سندر [illegible]ے اور چہند
بہت چٹ پٹے اور مزیدار برمحل اور فی البدیہہ [illegible] کہتے تھے کہ جنکو سنکر بڑے
بڑے شاعر اور کبیشر بھی دنگ ہو جاتے تھے [illegible] بادشاہ نے ان کو کب رائے کا خطاب
عطا کیا جسکے معنے ملک الشعرا کے ہیں یہی بیربر دربار سے لے کر محل
تک عموماً ساتھ رہتے تھے۔

۱۰
مصاحب شاہ جلال الدین اکبر
راجہ بیربر الملقب بہ دانشور

حکایت عجیب

ایک دن راجہ جے پور کے ٹہاکر نے اکبر کو ڈولا نظر کیا۔ جو عورت اس ڈولے میں تہی نہت حسین صاحب جمال تہی بادشاہ نے خلوت کے وقت اوس کا ہاتہہ پکڑا مگر چونکہ وہ جوان تہی ہاتہہ بادشاہ سے اوس نے چہڑا لیا پہر بادشاہ نے کمر بند پکڑ کر کہینچا تو اس صدمہ سے کمر بند ٹوٹ گیا کافوری شمع روشن تہی۔ مہ جبینہ نے اس پر ہاتہہ رکہہ دیا۔ جس سے شمع گل ہو گئی مگر شمع کی لو سے اس مہ پارہ کا ہاتہہ جل گیا بادشاہ نے اسی وقت یہہ مصرعہ موزوں کیا مصرعہ

کہہ کارن سندر ہاتہہ جری

اس مصرعہ کے معنے یہہ ہیں کہ معشوقہ ہاتہہ کیوں جل گیا صبح کو یہہ مصرعہ کہتے کہتے دربار میں آئے اور درباریوں سے فرمائش ہوئی کہ مصرعہ کو پورا کرو بیربر اپنے ذہن خداداد کی لیاقت سے فوراً تاڑ گیا اور ایک دوہرا بہاشا ہیں اس طرح تصنیف کیا

دوہرا

من ابلا رانی بہید نہ جانت سیج گئی تومان ڈری
اس بات کہی تو چونک پڑی تب ڈالی کنت نے ہاتہہ دہری
ان دونوں کی جہنجوڑن ہیں کنیا ٹ تہمبر ٹوٹ پڑی
کر دیپک کا منہہ چہاپ لیو یہہ کارن سندر ہاتہہ جری

نوٹ اردو معنے اس دوہرے کے اس طرح ہیں۔

حسین رانی جو بہید سے ناواقف تہی جب پلنگ پر لیٹی تو دل میں ڈرتی جب اس سے مطلب کہا گیا تو چونک پڑی پہر راجہ بہیا ٹر کر او سے پکڑ لیا ان دونوں کی کشمکس میں رانی کے پائجامہ کا آزار بند ٹوٹ گیا تو پہر تو شرما کر اس لئے

شمع کا منہ دھانک لیا اسی سبب سے معشوق کا ہاتھ جل گیا۔
اکبر شاہ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور بہت سا انعام دیا:۔

بیربر کی شاعری اور اشعار

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند۔ زاں قند فارسی کہ بہ بنگالہ میرود

بیربر بہ سبب ہمنشینی اہل علم کبھی کبھی فارسی اور اردو شعر بھی کہتے تھے اکبر بادشاہ کی طبیعت رنگ برنگ کا نمونہ تھی۔ ایک دن گورستان۔ کی سیر کر رہے تھے۔ اتفاق سے ایک قبر پر پاؤں جا پڑا اور آدھے سے زیادہ زمین میں دھس گئے دیکھا تو جنازہ نظر آیا مگر ہاتھ لگایا تو وہ ریزہ ریزہ ہوگیا بادشاہ نے اس وقت ترکی زبان میں ایک شعر کہا جسکے معنے یہہ ہیں۔

شعر

بہت لوگ ایسے تھے جنکا ہمیشہ۔ نہا مشکین بدن اور معطر کفن تھا

بیربر سے ارشاد ہوا کہ بیربر کہ بھاشا اور سنسکرت کے شعر شلوک وغیرہ تو تمہارے سنے مگر اردو نہیں سنا بیربر نے سنکر عرض کی جہاں پناہ لو سنو

فرد

جو قبر کہن کھودی تو دیکھا نہ تار کفن تھا نہ عضو بدن تھا

اکبر شاہ سن کر بہت خوش ہوئے انعام دیکر کہا آفرین تیری ذکاوت طبع پر ہے کہ تو نے سنتے سناتے شعر خوانی کا بھی مذاق حاصل کرلیا ہے
بیربر کے اشعار کبت دوہے سب بھاشا اور سنسکرت میں ہیں علم موسیقی میں ان کو کمال مہارت تھی۔

روایت

ایک روز اکبر بادشاہ قلعہ کے دریچہ سے جو بوقت شام جمنا کی سیر کر رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چراغ کا عکس دریا میں معلوم ہوتا ہے اسی وقت یہہ مصرعہ موزوں کیا

مصرعہ

ہم نے دیکھا عجب سیر چراغاں دیکھا

دوسرے روز جب دربار میں تشریف لائے تو بیربر کی طرف اشارہ کر کے مصرعہ ثانی کا ارشاد فرمایا بیربر نے کہا

شعر

آب و آتش کو بہم دست گریباں دیکھا ہم نے دریا میں عجب سیر چراغاں دیکھا

علاوہ اس کے بیربر کی اکثر پہیلیاں مشہور ہیں کبت شلوک بہت شگفتہ عبارات میں ہیں غرض جو کچھہ اوس نے لکھا سب بھاشا یا سنسکرت میں لکھا۔ ہم ناظرین کی خوش طبعی کے لئے ذیل میں انکی چند پہیلیاں جو خاص اردو اور بھاشا زبان میں ہیں لکھتے ہیں۔

مال پورا

گھی میں غرق سواد میں میٹھا بن ہیلن وہ بیلا ہے
کہیں بیربر اکبر شاہ یہہ بھی ایک پہیلا ہے

برچھی

ایک اچنبا دیکھو چل سوکھی لکڑی لاگا پھل
جو کوا اوس پھل کو کھاوے رکہت بیا بیکنٹھہ کو جاوے

گلوری پان

بڑی بھری ایک سند نار۔ نر ناری کا کرے سنگار

پہن پہن جب کاہن آوے رکہت پیا بیکھہ کو جاوے

آم

ایک پور کہہ کے انگن چوچی ہر چوچی میں ہڈی سموچی
جو چوچی ہو نور کھہ سے نیاری اوس کو تم کہاویں نر او ر ناری

ڈھال

جتنا عرض ہے اتنا ہی طول ناک نہیں وہ سونگھے پہول
کالی ہے پر کالی ہے مردونکی رکہوالی ہے
کہے بیر بر رب کا بندا سانچے میں ہی ڈھالی ہے

دانہ بیر

من نرم ہیا کنور کنشک لٹا جانک سنار بیر بر بین کہت ہوں سمجت نہیں گنوار

کشتی

جل جل جا بیٹو سارا گاؤں جل میں ناہیں واکو ٹھاؤں
بیر بر کہدو والو ملوں بتا بتا و نہیں تو چہاڈو گاؤں

لاونی

نرگسی چشم گلبدن عمر ہے بالی گھونگٹ کے اوٹکر جوٹ موہنی ڈالی

چوک

ال بیلی بانکی ادا وار بہا من ہی کر کے سولہ سنگار کہڑی کامن ہے
جوبن شتال و بتر بکب رہی دامن ہے دل ہے میرا شتاق خدا ضامن ہے
کیا یہیں ہے غنچہ دہن بانکی لالی گھونگٹ کی اوٹ کر جوٹ موہنی ڈالی

چوک

اس قدر نیکر رخساروں پر جوبن ہی جس قدر فلک میں مہلک ٹا ہر دن ہی
کیا بدن کی آمد بدن بیں نازکپن ہی مخملی ملائم شکم جسم کندن ہی

بیربر کا خطاب مصاحب دانشور سے ملقب ہونا

بیربر نے اپنی ظرافت طبع کے سبب سے دانائی اور مزاج شناسی کی حکمت سے اکبر شاہ کے مزاج میں اسقدر دخل پیدا کر لیا تھا۔ کہ شاہ موصوف کو سوائے اوسکے ایک دم بھی آرام نہیں آتا تھا اس واسطے راجہ اور مہاراجہ امرا و خوانین لاکھوں روپے کے تحفے بھیجتے تھے۔ بادشاہی عنایت اس قدر تھی کہ ہزاروں اور لاکھوں کے جواہر ہر برس بلکہ مہینوں میں عطا ہو جاتے تھے اکبر اسے ایسا محرم راز سمجھتا تھا۔ کہ کسی طرح پردہ نہ تھا انتہائے آرام کے وقت حرم سرائے کے اندر بھی بلا لیتے تھے۔ حق پوچھو تو ان کے چٹکلوں اور چہلوں کا وہی وقت تھا۔ کہ خلوت خاص اور مقام بے تکلف ہوتا تھا۔ بیربر دین الٰہی اکبر شاہی میں داخل تھے اور مریداں خاص تھے اور مراتب چہار گانہ کی منزلوں میں سے آگے دوڑے جاتے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے ۹۹۰ھ منصب سہ ہزاری اور مصاحب دانشور راجہ بیربر کے لقب سے ملقب ہوئے اکثر لوگوں کا یہہ خیال تھا۔ کہ بیربر ہی کی مجلس کے سبب سے بادشاہ کی طبیعت میں مذہب ہنود کی طرف میلان زیادہ ہے بیربر کی درحقیقت ایک عجیب طبیعت تھی ہر ویک کے چہچہے تھے کچھ تیزی فکر کچھ مسخراپن سے غرض ہر ایک انتظام میں دخل دیتے تھے بلکہ زبانی جمع خرچ سے سب میزان ستوفی ملا دیتے تھے اور جب موقع دیکھتے تھے تو مناسب وقت پر کوئی دوہرہ کوئی کبت کوئی لطیفہ کا گلدستہ ہی تیار کر کے میر مجلس کے حاضر کرتے تھے۔

تفریح کی صحبت ناچ رنگ کے تماشے یا اور اس قسم کی خلوتیں ہوتیں تو راجہ اندر ہی تھے وہاں ان کے سوا دوسرے کو کب دخل ہو سکتا تھا۔ ان جلسوں کا سنگار کہو باتوں کا گرم مصالحہ کہو یا کھانے کا نمک مرچ۔

جو سمجھو بجا ہے۔

مہمات ملکی ہیں تو وہاں بھی حاضر ہیں تلوار جنگ کرتے تھے۔ اور
بے توپ توپخانے کے قلعے اڑاتے تھے سواری شکار کے وقت بھی۔
حاضر تھے باتوں کے دہن نمک مرچ سے کباب تیار کر کے کھلاتے
کسیکا خاکہ اڑاتے کسیکو مسخرا بناتے

راجہ بیربر کے کارنامے دربار اکبری میں

جب بیربر بلقب مصاحب دانشور سے ممتاز ہوئے اور ہمدم اور ہمراز
اکبر شاہ بن گئے بادشاہ بھی اکثر راجاؤں کے پاس انہیں سفیر کر کے
بھیجتے تھے۔ یہ نہایت زیرک اور دانا تھے کچھ تو قومی قربت سے کچھ
منصب سفارت سے کچھ حکمت عملی سے کچھ اپنے چٹکلوں اور لطیفوں سے
گھل مل جاتے تھے اور وہ کام نکال لاتے تھے کہ لشکروں سے نکلتے
تھے سنہ ۹۹۱ء میں بادشاہ رائے لون کرن کے ساتھ راجا ڈونگر پور کے
پاس بھیجا راجہ اپنی بیٹی کو حرم سرائے اکبری میں داخل کیا چاہتا تھا مگر بعض باتوں
کے سبب سے رکا ہوا تھا۔ انہوں نے جاتے ہی ایسا منتر مارا کہ سب سوچ
بچار بہلا دئے ہنستے کھیلتے مبارک سلامت کرتے سواری لے آئے پھر
سنہ ۹۹۲ میں بیربر کو راجہ رام چندر جو ریوان کے مہاراج تھے اور بادشاہ کی
سے کم دماغ نہیں رکھتے تھے اور جنہوں نے بقول مصنف منتخب
التواریخ کے ایک دن میں ایک کروڑ روپیہ کی بے انتہا رقم
تان سین مشہور کلاونت کو بخش دئے تھے اور سلطان ابراہیم
لودی کے لئے سارا سامان سلطنت مہیا کر دیا تھا اور جن کی بخشش
سخاوت کی شہرت اس زمانہ میں بہت کچھ تھی اب تک بادشاہ کے پاس خود

حاضر نہ ہوئے سے اگرچہ تحفہ تحائف اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیجتے رہتے تہے۔ اب
جو بادشاہ الہ آباد تہے۔ اور وہاں سے دیوان کا ملک نزدیک تھا۔ اس
لئے بادشاہ کو راجہ رام چندر کی یاد آئی تو اس پر فوج بھیجنے کی تجویز
کی کیونکہ باوجود اسبات کے کہ بادشاہ واسطے ملاحظہ الہ آباد گیا
تہا۔ اور تاہم رام چندر واسطے سلام کے حاضر نہ ہوا تہا بہت غضبناک تہا
زین خان کوکہ نے عرض کی کہ کسی مقرب سریر سلطان کو بھیجد یجئے وہ اسکے
ساتھہ آجائیگا۔ بادشاہ نے اس عالی دماغ راجہ کی شان وشوکت کا
خیال کرکے بیربر کو بھیجدیا۔ جب یہہ قلعہ باندوں گڈھ کے نزدیک پونچے
تو راجہ رام چندر نے باہر آکر ان کی پیشوائی کی اور بہت تواضع اور تپاک سے
اپنے دولت خانہ میں لے گئے اور پھر انکے ساتھہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر
ابوالفیض فیضی حاضر تہے شعر ذیل تصنیف کرکے خدمت میں پیش کیا
مادہ تاریخ نکلتا ہے بہت انعام پایا

شعر تاریخ

منہو اقبال درین کہنہ دیر | نمغلہ اندا خت الصلہ خیر

الہ آباد کا شہر جو بتقریب اشاعت دین الٰہی آباد ہوا تہا۔ بادشاہ دیکھکر
بہت خوش ہوئے دارالخلافہ کی طرف کوچ کا حکم۔ اور کیا ملا پیر محمد بدخشی نے
الہ آباد کے شہر کے نئے سکہ کا شعر تصنیف کرکے خدمت میں پیش
کیا۔ جو قبول ہوکر مسکوک کرایا گیا

شعر سکہ مضروبہ شہر الہ آباد

ہمیشہ چوں زر خورشید و ماہ روشن باد
بہ شرق و غرب جہاں سکہ الہ آباد

بیربر کا جاگیر اور خطاب راجہ دربار اکبر سے حاصل کرنا

اس وقت نگر کوٹ کے راجہ جے چند کٹوچ راجپوت تھے اور خود کبھی دربار میں حاضر نہ ہوتے تھے۔ بادشاہ نے کسی بات پر ناراض ہو کر کانگڑے کی فتح کا حکم دیا اور حسین قلی خان کو فرمان بھیجا کہ کانگڑہ پر قبضہ کر کے بیربر کی جاگیر کر دو اور بیربر کو خطاب راجہ عطا کر دیا اور ارشاد ہوا کہ بیربر خود اس مہم میں جاوے جب راجہ بیربر خود حکم لے کر لاہور میں گئے تو حسین قلی خان نے امرائے پنجاب کو جمع کیا لشکر اور توپ خانے تیار کئے قلعہ کشائی اور پہاڑی کی چڑھائی کے سامان ساتھ لئے اور جنگل کاٹ کر راجپوتوں سے لڑتا بھڑتا قلعہ کانگڑہ تک جا پہنچا راجہ جے چند کے بیٹے بدھی چند نے قلعہ کے اندر سے مقابلہ کیا۔ کچھ عرصہ تک میں لڑائی ہوتی رہی۔ جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آیا تو وقتاً پنجاب پر ابراہیم مرزا باغی ہو کر چڑھ آیا تھا اس لئے حسین قلی خان نے مصلحت وقت دیکھکر صلح کر کے محاصرہ اٹھایا راجہ کانگڑہ نے بھی غنیمت سمجھا۔ اس لئے جو شرطیں حسین قلی خان نے پیش کیں خوشی سے منظور کیں چونکہ شرطوں پر سپہ سالار نے کہا کہ یہہ ولایت راجہ بیربر ہمارے بادشاہ نے مرحمت کی ہے انکے لئے کچھ خاطر خواہ ہونا چاہئے یہہ بھی منظور ہوا جو کچھ ہوا اتنا ہوا جس میں ترازو تول فقط پانچ من سونا اور ہزاروں روپے کے عجائب و نفائس تحفے بادشاہ کے لئے بھی راجہ موصوف نے دئے اور اطاعت اکبری منظور کی

بیربر کے نام پر قومی اور مذہبی الزام

نگر کوٹ یا کوٹ کانگڑہ ہندوؤں کا مقدس مقام ہے اس مہم میں زیادہ تر مسلمان تھے ان لوگوں نے کانگڑہ کے علاقہ میں بڑا ظلم کیا جوالا مکھی کا مندر لوٹ

گیا اور وہاں کے بہت پوجاریوں اور برہمنوں کو مار کر جا بجا بے عزت کیا۔ اور اہل ہنود کو سخت تکلیف دی مندر بھی توڑ دیا کئی ایک ہنود عورتوں کی بے رحمی سے چادر عصمت پہاڑ دی اس سبب سے راجہ بیربر بھی اس مہم میں شریک تہے اپنی قوم کے لوگوں اور فقیروں تمام اہل ہنود میں بہت بدنام ہوئے اور سب نے اس کا الزام اسی پر تہوپا کہ برہمن اور پیشوائے مذہب ہوکر اونہوں نے مسلمانوں سے ایسی خون و خرابی نگرکوٹ کی پاک زمین میں کرائی جس سے راجہ بہی بذات خود بڑے مجل ہوئے اور انہوں نے اپنی اس نئی جاگیر کا نام نہ لیا بلکہ اپنی قدیمی زمین کا لنجر علاقہ بندیلکہنڈ میں اس کے عوض کچہ حصہ لیا۔

مولف ایسی لعنت و جانکاہی کے مقاموں میں راجہ بیربر کیا کرتے ہونگے کیا وہ اپنی مقدس جگہ اور مندر کا لحاظ نہیں کرتے ہوں گے نہیں ہرگز نہیں کاہے کو کرتے اور کیوں کرتے نہ یہی زمین تو ان کو جاگیر میں ملنی تہی ع

ہر کس مصلحت خویش کوئے نداند

اگر راجہ جی کچہ کرتے ہوں گے تو یہ کرتے ہونگے غل مچاتے ہونگے۔ مسخراپن کے گہوڑے دوڑاتے ہونگے قلیوں مزدوروں کو گالیاں دیتے ہوں گے سپہ سالار اور اوس کے عملہ کو ہنسی ہنسائی کی کہیلیوں سے کہلاتے ہونگے اگر اپنی مصلحت ان کو سوجہتی تو کیونکر بدنام اپنی قوم میں ہوتے۔

بیربر کی شجاعت اور موت

غرض نگرکوٹ کا محاصرہ چہوڑنے کے بعد راجہ بیربر برادر حسین قلی خان۔ ابراہیم مرزا کے تعاقب میں گئے جو ان کے آنیکی خبر سن کر لاہور سے بہاگ گیا تہا اور اوس کا بہائی مسعود گرفتار ہوا راجہ اور حسین قلی اس کو لے کر۔

بادشاہ کے حضور میں آئے اکبر نے مسعود کی خطا معاف کر دی دوسرے برس
مرزا ابراہیم کا دوسرا بھائی محمد حسین مرزا نے جو گجرات کا صوبہ تھا فتنہ کرکے بادشاہی صوبہ دار خان اعظم کو گھیر لیا بادشاہ اس کی مدد کے واسطے
مع خاصاں بارگاہ کے باد رفتار نیز سوار ہو کر برق بجلی کی طرح نویں دن۔ مع
حسین قلی خان اور راجہ بیربر دار الخلافہ سے احمد آباد پہونچے اس مہم میں راجہ
بیربر نے اپنے آقائے نامدار کے زیر بغل اور حسین قلی خاں سپہ سالار
نے بڑے بڑے معرکے کئے جس کے صلہ میں خسرو قدرشناس نے حسین قلی
خاں کو خطاب خان جہاں دیا اور راجہ کو خطاب صاحب سیف القلم عطا کیا۔
حسین قلی خان کو جو خان جہاں سے ملقب ہوا تھا جاگیر بھی دی۔ اور
راجہ کے واسطے اپنی شکوہ دولت محل کے پاس عمدہ امیرانہ محل اور
مکان بنوائے تھے۔ جب راجہ ان میں جا کر رہے تو اوس نے شکرانہ۔
اس موہبت عظیم کے بادشاہ کی ضیافت کے لئے عرض کیا بادشاہ نے
منظور فرما کر اون کے گھر گئے نقد نثار کیا بڑے بڑے مست ہاتھی گھوڑے
تک پا انداز بچھائے تحفے تحائف پیش کئے اور سر جھکا کر کھڑے
ہو گئے

بیربر کی فیاضی و سخاوت

یار ما این دارد و آن نیز ہم

راجہ بیربر کی طبیعت انصاف کی طرف زیادہ رجوع رکھتی تھی۔ سخاوت اور
فیاضی بھی ان کی جبلی عادت تھی فارسی کی کتب تاریخ سے بھی اس بات کا پتہ
ملتا ہے کہ وہ اپنی لیاقت اور وسعت کے موافق یکتائے عصر تھے اور ہندی
شاعروں میں ان کی جود پرستی اور سخا پروری اب تک اسی طرح ضرب المثل
ہے کہ جس طرح حاتم طائی[1] کی فیاضی فارسی اور عربی کتابوں میں۔

[1] دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۱

کہتے ہیں [illegible] ں نے ایک دن کیشوداس کبیشر کو بصلہ دو کبت کے دو لاکھہ روپیہ دیا تھا۔ اخلاق اور اطوار بھی راجہ بیربر کے بہت اچھے تھے۔ انہوں نے دربار اکبری میں عروج پاکر ہمیشہ عیش کے ساتھہ سلوک اور احسان کیا اور اچھی باتوں میں اپنا نام نکالا ہندو مسلمانوں میں اتحاد ہوگیا جسکے سبب دونوں فرقوں کی وحشت جاتی رہی اور ہندوستان میں امن ہوگیا۔ خصوصاً راجگان ہند کو تو اکبر کی طرف ایسا مائل کردیا کہ کئی ایک راجاؤں نے بڑی خوشی سے اپنی بیٹیاں ڈولی میں ڈال کر اکبر شاہی محل میں داخل کردیں لاکھوں روپے کے زیور جہیز میں بھجوا دئے ظرافت اور زندہ دلی تو خاص ان کا حصہ تھا۔ انکے لطیفے اور نکتے ہندوستان کے گاؤں اور شہروں میں لوگوں کو نوک زبان یاد ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی خاص ان کے جمع کرنے کی کوشش کرے تو عجب نہیں ہے کہ ایک بڑی کتاب تیار ہوجائے بیربر اپنی خداداد طبیعت اور ظرافت کے سبب سے مصاحب دانشور اکبر بن گیا تھا۔

نورتن دربار اکبری

ملک میں جس قدر کسی علم کسی فن کے صاحب کمال تھے ہر سمت سے اکبر کی قدردانی زنجیر میں جکڑے چلے آتے تھے اکبر نے بلا خیال قوم و مذہب کے ایسے ہی لوگوں کو اپنا مصاحب بنایا اور انہی سے ایک کونسل قائم کر کے اوس کا نام نورتن اکبری رکھا اور ملکی جنگی انتظام اسی کے ماتحت کردیا سانک نورتن میں مندرجہ ذیل اشخاص تھے

نوٹ ملہ حاتم ملک عرب کے بنی طی کا سردار اور فیاض جوانمرد شخص گذرا ہے اس کو قریب ۲۲ سو برس کے ہو گئے ہونگے۔

(۱) ملک الشعرا علامہ زمان ابوالفیض فیضی

(۲) موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل برادر فیضی

(۳) افلاطون عصر حکیم ہمام گیلانی

(۴) جالینوس ... دوران حکیم مصلح الدین ابوالفتح گیلانی

(۵) میرزا ..... عبدالرحیم پسر بیرم خان اتالیق اکبر

(۶) میرزا ...... عبدالعزیز کوکلتاش الملقب بہ خان اعظم

(۷) راجہ ...... ٹوڈرمل صدر دیوان بیوتات

(۸) راجہ ...... مان سنگہ خسر پور اکبر برادر جودھ بائی

(۹) راجہ ...... بیربر الملقب بہ صاحب دانشور

بیربر کے ہمعصر ہندو امرائے دربار دربار اکبر شاہی

راجہ مان سنگہ .. .. خسر پور اکبر برادر جودھ بائی

راجہ ٹوڈرمل .. .. .. صدر دیوان

رائے منوہر لعل .. .. .. راجہ کالنجرہ

رائے لون کرن .. .. .. راجہ بندھیلکھنڈ

راجہ بھگوانداس .. .. .. خسر نورالدین جہانگیر منتظم محلات شاہی

مذکورہ صدر ہندو راجوں سے معصد ذیل دو راجے بیربر میں اپنے عہدہ اور منصب میں بڑھکر تھے مگر بیربر آفت کے پرکالے نے ان کو بھی مطیع فرمان کر رکھا تھا۔ ممکن نہیں ہے کہ بیربر کی فرمائش ہو اور یہ قبول نہ کریں یہہ دونوں راجے بہت نامور تھے اور تاریخوں کے اوراق انکے اوصاف سے پر ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر اپنے ناظرین کو بھی انکے حالات سے مطلع کریں۔

راجہ مان سنگہ کی تصویر اور اسکے خط وخال

راجہ مان سنگہ بہگوان داس کا بیٹا اور راجہ بہاڑامل کا پوتا تہا۔ جن کا خاندان
صدہا سال سے نسلاً بہ نسل خاندانی راجے چلے آتے تہے ان کا خاندان بڑا
عظیم الشان تہا۔ اور یہہ کچہوا کہلاتا تہا۔ راجپوت اقوام کے راجاؤں میں سے
اول ہی اول انہوں نے ترک بادشاہ کی رفاقت میں اپنی جان ومال خرچ
کر دیا ان کی ریاست کا نام زبیر تہا اور بہاڑامل کو اپنے علاقہ میں پورے اختیارات
اپنی قوم اور ملک پر حاصل تہے۔ راجہ بہاڑامل نے سنہ ۹۶۳ھ میں پہلے سال
جلوس اکبری میں اکبر شاہ کو مجنون خان قاقشال کی مہم میں جو
مقام نارنول پر ہوئی بڑی کمک دی اس کے بیٹے راجہ بہگوان داس نے
دوسرے سال ۹۶۹ھ میں اپنی لڑکی جودہ بائی اکبر شاہ کے عقد میں
دی۔ اور جان نثاری کی پوری پوری مثال اپنے ترک بادشاہ کو دکہائی
راجہ مان سنگہ اکبر کا رشتہ میں بہوپہا تہا۔

یہہ سورما اکبر کے ہمرکاب کئی معرکوں میں شامل رہا ۹۷۹ھ میں اکبر شاہ
کے گجرات کے معرکے میں شامل تہا۔ ۹۸۰ھ میں شعلہ پور کی مہم بذات خود جا کر
فتح کی ۹۸۳ھ میں اودے پور کی مہم میں بہادری اور دلاوری کے وہ جوہر
دکہائے کہ خود اکبر شاہ بہی دنگ ہو گیا رانائے اودے پور کے ساتہہ ان
کا مقابلہ ہوا۔ اوپر تلے کئی بار ہوئے آخر رانا نہ ٹہہر سکا۔ مان سنگہ
کے ہاتہہ سے زخم کہا گیا اوسی روز سے سپہ سالار فوج اور منصب
ہفت ہزاری سے سرفراز ہوا ۹۹۰ھ میں اوڑیسہ کی مہم فتح کی اور پرتاپ دیو
جو اس وقت اوڑیسہ کا راجہ تہا اور اسکو اسکے بیٹے نرسنگ دیو نے
زہر دیکر مار ڈالا تہا اور خود راجہ بن کر اکبر سے سرکشی کی اسلئے مان سنگہ نے

اوس کا پورا پورا انتظام کیا

۹۹۳ھ میں راجہ مان سنگھ کی بہن راجہ بھگوان داس کے بیٹی سے شہزادہ سلیم اکبر کے بیٹے کی شادی ہوئی اور بھگوان داس نے کئی طویلے: گھوڑے، سو ہاتھی صدہا لونڈی غلام باسن تک مرصع فرشہائے رنگا رنگ اور جواہر اپنی بیٹی کے جہیز میں دیا۔

علامہ ابو الفضل اپنے آئین اکبری میں لکھتے ہیں

تاریخ عقد نکاح شہزادہ سلیم جہانگیر

از برائے انتظام دین و دنیا بستہ اند	دین و دنیا مبارک باد کیں فرخندہ عقد
حجلہ چوں پردہ ہائے دیدہ نگیں بستہ اند	زرنگارستان دولت نور چشم شاہ را

اور لکھتے ہیں اکبر خود برات کے ساتھ گیا

اور علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے قطعہ تاریخ لکھا

قطعہ تاریخ

کہ پرتو وہد سال امیدرا	زہے عقد درپاش سلطان سلیم
قرانے شدہ ماہ و ناہیدار	زپردر دن آفتاب دول

۹۹۴ھ

۹۹۵ھ میں مان سنگھ کی بہن کے گھر لڑکا پیدا ہوا خسرو نام رکھا اور مان سنگھ اوسکا اتالیق مقرر ہوا

۱۰۰۲ھ میں اکبر نے اپنے جشن سالانہ کی تقریب پر اپنے پوتے خسرو کو باوجود خورد سال کے پنجہزاری منصب دئے کہ اوڑیسہ اوس کی جاگیر میں دیا اور مان سنگھ راجہ کو اس کا انتظام سپرد ہوکر منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا

راجہ مان سنگھ کے معرکے اور کارنامے لکھنے کے واسطے کئی ورق اور کئی روز درکار ہیں۔ مگر ہم نے مختصر طور پر ایک سرسری نظارہ اس کے حالات پر اپنے ناظرین کو کرا دیا ہے۔ راجہ مان سنگھ کے دو بیٹے جگت سنگھ اور بھاؤ سنگھ تھے جگت سنگھ اکبر کے عہد میں پنجاب کا صوبہ تھا اور بھاؤ سنگھ خورد سال تھا۔

غرض اس ہیرو نے ۱۰۲۳ھ میں انتقال کیا

شیخ ابوالفضل اپنے آئین اکبری میں لکھتے ہیں کہ راجہ مان سنگھ کو اکبر کے ساتھ بہت اخلاص تھا ایک روز میں نے ان سے تخلیہ میں کہا۔ کہ راجہ تم کیوں مرید الہی میں داخل نہیں ہونے ہو تاکہ تمہاری وفاداری اور اخلاص کا کامل اظہار لوگوں پر ہو جائے مان سنگھ نے کہا۔ کہ میں نے اپنا جان و مال آبرو سب اکبر پر قربان کر دیے ہیں اگر اس پر بھی مجھے لوگ وفادار نہیں کہتے تو نہ کہیں

راجہ ٹوڈر مل صدر دیوان کے فوٹو کا نظارہ

راجہ ٹوڈرمل ذات کا کھتری اور کوٹ کا مٹن کا باشندہ تھا۔ ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن کے ممبران نے اسکے اصلی وطن کی تحقیقات بہت کچھ کی مگر یہہ قرار پایا۔ کہ موضع لاہرپور علاقہ اودھ کا رہنے والا تھا۔ باپ اسے بہت چھوٹا چھوڑ گیا تھا کچھ تعلیم و تربیت پاکر اپنے باپ کی طرح اچھا خاصہ منشی تھا۔ اوائل میں نواب مظفر خان کی خدمت میں فوطہ دار تھا۔ اور ہوتے ہوتے منصب داروں میں داخل ہو گیا اسکی طبیعت میں غور قواعد کی پابندی۔ صفائی اور دیانت ابتدا ہی سے تھی جسکے سبب سے دربار اکبری تک اس کی رسائی ہو گئی اکبری ہوتات میں منشی مقرر ہو گیا رفتہ

رفتہ صدر ہوتا تات کل ممالک ہند ہوگیا ٹوڈرمل اپنے دہرم اور پوجا پاٹ
کی پابندی سے پورا ہندو تہا آئین و تعمیل اور محاسبات عملدر آمد میں کسی کی
بال بہر بہی رعایت نہ کرتا تہا بہت سے معرکوں میں نام حاصل کیا تہا سنہ ۹۸۰ھ
میں دربار سے فرمان ہوا کہ گجرات پر جاؤ اور وہاں کے جمع خرچ
کا بندوبست کرو

سنہ ۹۸۱ھ میں منعم خان کی ہمرکاب بہار کی فتح کی

سنہ ۹۸۲ھ میں ہمراہ راجہ مان سنگہ بنگالہ کی مہم میں بہت کچہہ بندوبست
محاصل وغیرہ کا کیا سنہ ۹۸۷ھ میں سلطان پور کی مہم فتح کی۔ اور بنگیر کے
محاصلات کا انتظام کیا سنہ ۹۸۹ھ میں منصب چار ہزاری اور خطاب راجہ
حاصل کر کے مسند وزارت پر بیٹھا اور اپنی لیاقت کے وہ کار ہائے نمایاں
کئے کہ اکبر شاہ کو بہت خوش کر دیا سنہ ۹۹۶ھ میں خاص فرمان ہوا۔ کہ
نورتن اکبر شاہی میں داخل ہوکر مہمات ملکی میں انتظام کیا کرو عمدۃ الملک
کے خطاب سے ممتاز ہوا

سنہ ۹۹۷ھ میں لاہور کا شہر جاگیر میں ملا منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا
اسی خوشی اور سرافرازی کی تقریب پر مہر کا سجعہ بنا کر اپنی جاگیر میں فرمان
جاری کرنے لگا

سجعہ مہر راجہ ٹوڈرمل صدر دیوان

آنکہ شد کار ہند زو بعمل راجہ راجہا ست ٹوڈرمل

ٹوڈرمل کی عمر کا ٹہیک پتہ معلوم نہیں ہوا ملا پیر محمد بدخشی نے جو تاریخ
لکہی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ نے عمر سے بہی برکت پائی تہی:
آخر عمر میں اپنی جاگیر لاہور میں آئے ہوئے تہے کہ لقمۂ نہنگ اجل ہوئے
حسن اتفاق دیکہو کہ راجہ بہگوان داس اور ٹوڈرمل نے ایک سال میں وفات پائی

ملا صاحب لکھتے ہیں

مصرعۂ تاریخ

بگفتا ٹوڈر بھگوان مرد ند

۹۹۸ھ

حکیم مسیح الدین ابوالفتح گیلانی جو اکثر راجہ ٹوڈرمل کے برخلاف رہتے تھے اور کسی وجہ سے راجہ پر بہت ناراض ہو گئے تھے قطعہ ذیل تاریخ انتقال راجہ ٹوڈرمل میں فرماتے ہیں۔

(متعلقہ حال راجہ ٹوڈرمل)

تاریخ انتقال راجہ ٹوڈرمل

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم — چوں رفت سوئے دوزخ خلق شاد خرم

تاریخ رفتنش راز پیر عقل جستم — خوش گفت پیر دانا ذی رفت در جہنم

۹۹۸ھ

لطیفہ

ایک دن نواب خان خانان نے اکبر شاہ کے روبرو ٹوڈرمل سے پوچھا کہ راجہ صاحب مل کے کیا معنے ہیں؟ راجہ نے کہا خان صاحب جو معنے بیگ کے ہیں وہی مل کے ہیں۔ بادشاہ یہ سنکر ہنس پڑا کیونکہ مل اور بیگ دونوں لفظوں کے معنے زبان سنسکرت میں غلاظت کے ہیں سامعین کو جب ان الفاظ کی ماہیت معلوم ہوئی تو مجلس میں ایک بڑا قہقہہ اڑا

بیربل کا دربار اکبرشاہی میں عروج پانا اور نئی نئی تراشیں نکالنا

آئین اکبری میں شیخ ابوالفضل فرماتے ہیں کہ ۹۸۶ھ میں جشن نوروزی کے موسم

میں بادشاہ نے اپنے ارکان دولت کو ایک ایک درخواست تجویز جو [illegible] ملک و رعایا پیش کرینگے واسطے اجازت دی تہی ۔ چنانچہ مضمون الہامی معنی کو ہر ایک امیر نے اپنی اپنی تجاویز پیش کیں راجہ بیربر نے مجرا بجا لا کر یہ شعر پڑھا یہ تجویز واسطے مصلحت ملک و رعایا کے پیش کی تہی ۔

شعر

بہ دیوان ۔ بانداز فریاد کس ۔ کہ باشند ز دیوان بود داد کس

کچہ بے [illegible] ور کچہہ بے کوش اشخاص ایسے مقرر کیے جاویں کہ جو صبح و شام شہر کے مظلوموں اور ستم رسیدوں کی تلاش و تجسس میں جا بجا پہرتے رہیں اور جیسا کچہہ ان کا حال معلوم ہو راست راست بلا کم و کاست بغیر آمیزش طمع نفسانی اور اغراض انسانی کے دربار عالی میں عرض کیا کریں بادشاہ نے ان کی تجویز پسند فرمائی اور یہہ کام انہی کے تعلق کر دیا اور دو برس بعد ۹۹۲ھ میں کل اختیارات ان کو بخشدیے

شعر

خدا ترس را بر رعیت گمار ۔ کہ معمار ملک است پرہیزگار

قاسم علی خان حکیم ہمام اور شیر خاں کوتوال کو اکبر شاہ نے بیربر کی امداد کے واسطے مقرر کیا اور یہہ حکم دیا کہ سوگند اور گواہ کے اوپر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اپنی عقل اور تجربہ کاری سے بہی کام لیں اور مقدمات کی کد و کاوش میں کبہی سستی اور تغافل روا نہ رکہیں ایسا نہ ہو کہ کسی مظلوم آفت رسیدہ کی دادرسی نہ ہو

بیربر کی مصالحت ملکی و مالی میں ایجادیں

اکبر شاہ کے عہد سلطنت میں جو ۹۶۳ھ سے ۱۰۱۴ھ تک ہی صرف ایکدفعہ

قحط اور بے انتظامی کی شکایت ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے حسب التجویز راجہ اور شیخ ابو الفضل کے ذیل کی اصلاحیں نکالیں

مختلف اشیا جو مہمات سلطنت میں اجزائے ضروری بلکہ ہمیشہ کاروبار کے لئے لازمی اوزار ہوتے ہیں وقت پر تیار نہیں ملتیں اس لئے سنہ ۹۹۱ میں حکم دیا کہ ایک ایک کی حفاظت اور ترقی اور عمدہ اقسام کا بہم پہنچانا۔ ایک ایک امیر کے ذمہ ہو اس سپردگی میں مناسبت حال بلکہ ظرافت کا گرم مصالحہ اور نمک بھی چھڑکا۔

صوفی منش بادشاہ اکبر کی تدبیری اصلاحیں۔ نیک اخلاق۔ شیریں ملنساری اور مروت پر فدا ہیں مگر افسوس ہے کہ غیر از نیک نام نیک کے اور کچھ صفحۂ ہستی پر باقی نہ رہیگا۔

للمؤلفہ

بیک گردش چرخ نیلوفری   نہ اکبر بجا ماند نے اکبری

ذیل کی فہرست سے سب کچھ مگر مختصر طور پر واضح ہو جائیگا

فہرست

مؤتمن الدولہ شیخ ابو الفضل ...... مراسلہ نویسی و انتظام منشیات

عمدۃ الملک راجہ ٹوڈرمل ...... ہاتھی اور غلہ سب قسم کا محاسب مالگذار

مرزا یوسف خان برادر خان اعظم ...... اونٹ کی نگہداشت

شریف خان اتکہ خان کے پیچھے ...... بھیڑ بکری

قاسم خان میر بحری ...... جڑی بوٹیاں نباتات ادویات

مسیح الدین ابو الفتح گیلانی ...... مسکرات و معالجات شہزادگان

حکیم ہمام برادر ابو الفتح ...... معالجات خاندان شاہی و بیگمات

علامہ ابوالفیض فیضی ...... تصنیفات وعلمی عجائبات

راجہ بیربر صاحب دانشور ...... گائے بھینیں وغیرہ

مرزا عزیز کوکلتاش .... پشمینہ

مؤلف موخرالذکر دو امیروں کو تو خوب ہی انتظام سپرد کیا آفرین اکبر
شاہ کی ہوشیاری پر ہے مرزا موصوف کی ڈاڑہی بہی لمبی تہی اچھی خدمت
سپرد کی اور بیربر برہمن نے ان کو گوالا بنا دیا

بیربر کی علم موسیقی میں مہارت

بیربر ہر فن میں یکتا تہے اہل علم کی مجلسوں میں بیٹھ کر تو شاعری بہی
سیکھ لی تہی . اور کبت وغیرہ کہتے کہتے راگ رنگ کے جلسے اوڑانتے
اوڑاتے علم موسیقی میں بہی کامل بن گئے تہے ذکی ایسے تہے کہ جو بات یا
ان سے کہو جہٹ پٹ سمجھ لینا جو راگ راگنی ان کے سامنے کہا
اوس کا نقام تان وغیرہ جان لینا میاں تان سین مشہور گویے بہی اس عہد میں
تہے بیربر کی اکثر ان سے رفاقت تہی

حکایت

شعر

عالمے را بلبن سوختن ندانم کاں شمع   ایں ہمہ چرب زبانی ز کجا مے آرد

ایک دن راجہ بیربر اور میاں تان سین دونوں اپنے اپنے فن کی تعریف
کرتے تہے اکبر شاہ نے کہا یوں تو ہم مانتے نہیں تم کسی منصف اور بے غرض
شخص سے انصاف کرالاؤ بیربر بولا کہ آپ حکم دیں جس کے پاس جاویں بادشاہ
نے کہا رانا پرتاپ سنگھ ہم سے کچھ غرض نہیں رکہتا ہے تم اوس سے فیصلہ کرالاؤ
کہ کون اپنے فن میں یکتا ہے پس دونوں فرمان شاہی لے کر رانا موصوف کے

س گئے حق پوچھو تو میاں تان سین فرد روزگار تھا کہاں بیربر کہاں اور
ن سین نے جاتے ہی گانا بجانا شروع کیا بیربر موقعہ اور محل کے منتظر
ہے۔ جب کوئی بات ہو تو اس میں اپنے علم مجلسی کے جوہر دکھلا دیں
جب بیربر نے دیکھا کہ تان سین رانا کو رجھا کر میدان کو جیت لے گا
ایک دن اس کے روبرو راجا سے کہا کہ جب ہم بادشاہ کے پاس رخصت
ر اجمیر میں پونچے تو میں نے توپو شکر جی میں جا کر یہ دعا کی کہ جو میں رانا
کے دربار سے سرخرو ہو کر آؤنگا تو ایک سو گائے پن کروں گا اور
ن میاں جی نے درگاہ میں جا کر یہہ منت مانی کہ جو راناجی مجھکو اچھا لکھدینگے
ایک سو گایوں کی قربانی دوں گا اب ان ایک سو گایوں کا مرنا جینا آپ کے
ختیار میں ہے اگر گائیں مروانی ہیں تو میاں تان سین کو اچھا لکھدیجئے اور
رہ رکھنا چاہتے ہو تو مجھکو سند عنایت کیجئے
راناجی نے یہہ سنتے ہی بہت تامل کیا اور مصلحت اس میں دیکھی کہ بیربر کہ
ے فوراً بادشاہ کو لکھدیا کہ بیربر اپنے فن میں استاد ہے میاں تان سین
یارے منہہ دیکھتے رہگئے۔ بہت تیزی چالاکی کا ستیاناس ہے

بیربر کی جاگیر شہر آباد کا نقشہ

افغانوں کا ملک سواد اور باجوڑہ کا علاقہ پشاور کے مغرب میں ہے
س کی خاک زرخیز اور بار آور ہے آب و ہوا اعتدال اور موسم کی سردی
س پر اضافہ شمال میں ہندوکش پہاڑ مغرب میں کوہ سلیمان جنوب میں خیبر
پہاڑیاں یہاں کے تناور اور دلاور افغان درانی کہلاتے ہیں ملک
حالت نے انہیں سرشور بنا کر اپنی قوم میں ممتاز کیا ہے
علاقہ مذکور میں بہت درے اور تنگ وادیاں ہیں ہوا کی لطافت زمین

کی سرسبزی پانی کی روانی میں کشمیر جنت نظیر کو جواب دیتی ہے جن کے
گرداو نیچے اونچے پہاڑ یا گھنے گھنے جنگلوں میں غائب ہو جاتے ہیں
یہہ کوہستان ایسا بے ڈھنگ ہے کہ جن لوگوں نے ادہر کے سفر کئے ہیں
وہی وہاں کی تکالیف سے واقف ہیں ناواقفوں کی سمجہہ میں نہیں آتا۔

شہر عدم آباد کا جغرافیہ

جب پہاڑ میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے زمین تہوڑی تہوڑی چڑہتی
ہوئی معلوم ہوتی ہے پہر دور سے ابر سا دکہائی دیتا ہے۔ کہ ہمارے
پاس ویسا زنگ برابر چہایا ہوا ہے اور اٹھتا چلا آتا ہے جوں جوں آگے
بڑھتے چلے جاؤ چہوٹے چہوٹے ٹیلوں کی قطاریں نمودار ہوتی ہیں انکے
بیچ میں سے گہس کر آگے بڑہو تو اون سے اونچی اونچی پہاڑیاں شروع ہوئیں
ایک سلسلہ کو چلتے چلتے قطع کیا تہوڑی دور چڑہنا ہوا میدان اور پہروہی نظار
آگئی۔ یا تو دو پہاڑ بیچ میں سے پہٹے ہوئے آگئے ہیں جسکو درہ کہتے ہیں، انکے بیچ سے
نکلنا پڑتا ہے یا کسی پہاڑ کی کمر سے چڑہتی ہوئی اوپر ہوکر پار اوتر گئی۔ چڑہائی اور
اترائی میں اور پہاڑ ویلی دہاروں پر دونوں طرف گہرے گہرے گڑہے
نظر آتے ہیں کہ دیکہنے کو دل نہیں چاہتا ذرا پاؤں پہسلا اور گرا نیچے۔
تحت الثری ہے نکلنا مشکل ہے کہیں میدان آیا کہیں جس طرح
چڑہے تہے اسی طرح اترنا پڑتا ہے رستے میں جابجا درے آتے ہیں
دہشتناک اور سنسان پہاڑ ملاقات کرتے ہیں اور ان دروں کے
اندر کوسوں تک یہ افغان پڑے بستے ہیں جن کا کسی ناواقف کو حال معلوم
نہیں پہاڑوں پر چہوٹے بڑے درخت ہیں داہیں بائیں پانی کے چشمے
پتہروں سے پہوٹ نکلتے ہیں زمین کہیں ندی کہیں نالہ ہوکر بہتے ہیں پل اور

کشتیوں کے بغیر آر پار جانا مشکل ہے افغان جو اس وادی کے بادشاہ ہیں دنبوں اور اونٹوں کی پشم کی شطرنجیاں تمام روز بنتے ہیں پہاڑوں میں کہیں ان کا خیمہ لگا ہوتا ہے کہیں دامن کوہ میں کوٹھے کوٹھڑیاں نظر آتی ہیں اپنی اپنی کھنتی باڑی نے اور جنگلی میوے کھانے پیتے ہیں پنیر۔ دودھ۔ دہی۔ گھی خشک میوے ان کے اسٹاک میں ہر وقت موجود رہتے ہیں

عدم آباد کے باشندے اور انکے طریق

جب کوئی دشمن غیر قوم و علاقہ کا ان پر حملہ کرتا ہے تو سامنے ہوکر مقابلہ کرتے ہیں ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ کر نقارہ بجاتے ہیں جہاں تک آواز پہنچے ہر شخص کو پونچنا واجب ہے دو دو تین تین وقت کا کھانا گھر سے باندھتے اور ہتھیار لگا آموجود ہوتے ہیں جب مقابلہ ہوتا ہے تو افغان نہایت بہادری سے لڑتے ہیں جب دھاوا کرتے ہیں توپوں پر آن پڑتے ہیں۔ خدا انہیں برکت دے آفرین تمہارے ننگ و ناموس پر ہے کہ ابوالفضل جیسے حق شناس نے تمہاری جرات اور دلیری میں اپنا عزیز وقت صرف کیا اور ورق سیاہ کئے

عدم آباد کے باشندوں کا سرکشی کرنا

یہ پٹھان کچھ عرصہ سے تیراہ بنگش درہ خیبر سواد اور بنیر میں جابجا فساد کرتے پھرتے ہیں تھے۔ کابل کا رستہ اور کنارہ اٹک سے لیکر پشاور تک [illegible] ان کی لوٹ مار سے بند تھا آبادیوں کو ویران کرتے تھے بادشاہی حاکم فوجیں لیکر دوڑتے تو وہ سینہ زوری سے سر توڑ کر مقابلہ کرتے پھر پہاڑوں میں گھس جاتے اکبر نے زین خان کو کلتاش کو چند امرا کے ساتھ فوجیں دیکر روانہ کیا مگر ان کی

جمعیت اور طاقت بڑھی ہوئی تھی اس لئے بار بار لشکر بھیجنا پڑتا تھا اور جو فوج جاتی انکی سرکوبی کے واسطے کافی نہ ہوتی تھی۔

بیربر کی عدم آباد کے باغی باشندوں پر یلغار اور انکی سرکشی فرو کرنیکے واسطے روانہ ہونا

بادشاہ اس دفعہ بہت متفکر تھے کہ اب کس کی افسری میں فوج بھیجی جائے جو ایسی لدسعب اور دشوارگذار گھاٹیوں میں لشکر کو لیجائے اور پیچیدہ صورتوں کو جو وہاں پیش آئیں سلیقہ کے ساتھ نبہائے ابوالفضل نے درخواست کی کہ فدوی کو اجازت ہو اگرچہ میں شرف حضوری کو دونوں جہاں کو بندگی سے بہتر سمجھتا ہوں مگر جو حضور کی نظر سے دور اور غائب رہکر کوئی شرط خدمت اور جان نثاری کی بجالاؤں تو عوام الناس میں میرا بھی ظاہری اور باطنی اخلاص اور راسخ ہو جاوے۔ بیربر بھی موقعہ پر موجود تھے اونھوں نے بھی شنیدہ ا اور نام آوروں کی فہرست میں نام درج کرانے کے لالچ سے ادب بجالاکر عرض کی کہ غلام کی خدمت قبول ہو۔ بادشاہ نے قرعہ ملک الموت کے فرشتہ نے بیربر کا نام سامنے دکھایا اوس کے چٹکلوں اور لطیفوں سے بادشاہ بہت خوش ہوتے تھے اور ایک دم بھی جدائی گوارا نہ تھی خدا نے کیا سبب کیا ہر چند جی نہیں چاہتا تھا مگر مجبوراً اجازت دی مصرعہ

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

اور حکم دیا کہ خاصہ کا توپخانہ بھی ساتھ چاہیئے سامان سفر وخیمہ وخرگاہ سب مہیا کرایا بیربر جب رخصت ہونے لگا تو اوس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا اے بیربر جلد ہی آنا بہت سی نشیب وفراز باتیں سنائیں اور وداع کیا۔

راجہ نے سواد اور بیر کے پہاڑوں پر پونہچکر افغانوں کو سخت سزا دی جو مطیع ہوا اوس کو امان دیا اور جس نے مقابلہ کیا اوس کے خار وجود کو نوک شمشیر سے اکہاڑ کر پہنکدیا افغانوں کے پاس صرف دکراکر، ایک گہاٹی باقی رہگئی اس کے فتح کرنے کے واسطے زین خان نے بادشاہ سے اور فوج منگوائی کیونکہ راجہ اور زین خان سپہ سالار تہے ایک بڑا لشکر حکیم مسیح الدین ابو الفتح گیلانی کو دیکر بہیجا حکیم جو وہاں پونہچا تو اسکی اور راجہ کی بہی نہ بنی۔ اور یہ تینوں زین خان۔ بیربر اور حکیم ایک جا جمع ہوئے تو بدقسمتی سے کام میں تیں تیرہ ہوگیا سفر اور حضر میں ہر روز راجہ اور حکیم کی نوک چوک ہوجاتی تہی اور جب دشمنوں سے مقابلہ ہوا تب بہی یہی حال رہا غرض راجہ اور حکیم جو پہلے دربار اکبری میں ایک دوسرے کے جانی دوست تہے اب برعکس اس کے سخت دشمن ہوگئے۔ زین خان نے اکثر دونوں کی آشتی کرتا رہا ایسی کج بحثیوں اور بدعملیوں سے نہ فوج کی دوانگی تزک کے ساتہہ ہوئی تہی اور نہ کوئی مہم کے انجام کو دینے کو دل تیار ہوتا تہا۔ راجہ اور حکیم خود رائی سے راہ نوردی کرتے تہے۔ زین خان اس خیال سے کہ یہ دونوں ہی مصاحب خاص بادشاہ کے ہیں ان کو زیادہ نہیں دباتا تہا آخر اس باہمی کدورت کا یہ نتیجہ ہوا کہ پٹہانوں نے پہاڑوں کی تنگ گہاٹیوں میں راستہ روک لیا۔ صندوق خزانہ اور سامان باربرداری سب لوٹ لیا۔ زین خان بہت پریشان تہا۔ کہ کیونکر اس الجہی ہوئی بازی شطرنج کو جس کی بساط ہی نااتفاقی کے طریقہ میں چنی تہی درستی پر لائے اور خود اپنی جان ہارنے میں کوتاہی نہ کرتا تہا اور بے وقت کے کوچ اور فوج کی بے اتفاقی سے کوئی کام نہیں بنتا تہا۔ ہر روز لشکر کے آدمی ضائع ہوتے تہے سامان لوٹا جاتا تہا پٹہان چاروں طرف سے تنگ کرتے

تبے ناظرین آپ کو توپٹھان کے ملک اور نقشہ جنگ پہلے ہی بتا دیا ہے
جس سے خوب معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے ایسے تنگ دروں میں لشکر اکبر کا گیا۔
حال بڑا ہوگا اگرچہ سردار نامی صاحب باناموس اور عزت دار تہے اونہوں نے میدان
نہیں چھوڑا وہ صرف جمبکر ثابت قدمی سے دشمنوں کے ساتھہ لڑے اور
کام آئے پٹھانوں نے خزانہ اس قدر لوٹا کہ مالامال ہو گئے

بیربر کا عدم آباد فتح کرکے شہر خموشاں میں اپنا خیمہ لگانا

افسوس

ہر کرا پرور دگیتی عاقبت خوش برگشت۔ حال آں فرزند چون باشد کہ خصمش باد درست

جب بادشاہی فوج کہیل کراکر کے نیچے پہونچی تو ایک شخص نے راجہ بیربر کو یہہ
خبر دی کہ پٹھان آج کی شب شبخوں کرنے کا ارادہ . . . . . . کرتے ہیں
اگر اس تنگ درہ سے کہ جسکا طول تین چار میل سے زیادہ نہیں ہے دن ہی ہاڑے عبور
ہو جاویں تو کچہ تشویش نہ رہی اسوقت چراغ شمش بجھنے پر تہا بیربر نے بلا مشورہ زین خاں و
حکیم ابو الفتح کے کوچ کرکے درہ سے گذرنے کا ارادہ کیا پس لشکر بہی اسکے پیچھے ہو گیا
شام کے وقت ایک تنگ گہاٹی میں پہونچے پٹھانوں نے موقعہ دیکھکر مثل مور و ملخ کے
پہاڑوں پر سے شور کرکے تیر اور پتھر پھینکنے شروع کیے فوج راستہ کی تنگی اور تاریکی
سے راہ بہول گئی اور جابجا غاروں اور گہاٹیوں میں مارے گئے جو ایکدفعہ بچھڑا
پہر نہیں ملا۔ بہت سا نقصان جان و مال ہوا قریب چھہ ہزار آدمی کے مارا گیا
بیربر کی جان بہی اس مہم کی بھینٹ ہوئی راجہ ہر سنگھا۔ ملا شیر جی۔ شیخ جنن۔
غیرہ سب قتل ہوئے

حکیم ابو الفتح اور زین خاں کو سپہ سالار نے مشکل سے جان بچائی
اور اٹک میں آکر دم لیا

عبرت

آخر گل اپنی خاک در میکدہ ہوئی۔ پہونچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تہا

مصاحب دانشور بیربر کی بے تدبیری اور اسکے نام پر تاریخی الزام

کسے را کہ برگشتہ شد روزگار ہماں آں کند کش نیاید بکار

بعض مسلمان مورخ راجہ بیربر کے اوپر یہہ الزام لگاتے ہیں کہ مہم کی ناکامیابی کا باعث راجہ بیربر تہا راجہ کا ہمراہی حکیم ابو الفتح اور زین خان کوکہ سے شکایت غرور مصاحبت اور اس خصوصیت کے گہمنڈ سے تہا جو اس کو اکبر شاہ کے ساتہہ تہی ورنہ زین خان کوکہ بادشاہ کا دودھ بہائی اور منصب میں بہی زیادہ اور عمدہ امراؤ میں سے تہا۔ اور راجہ کا منصب سہ ہزاری تہا۔ پس جو کچہہ نتیجہ اس کو ملا وہ گویا ثمر اس کی ناشکری کا تہا اور درحقیقت یہ حالات کچہہ واقعی بہی معلوم ہوتے ہیں اور بلکہ تعجب آتا ہے کہ بیربر سا ہوشیار آدمی جو کان عقل اور ظرافت کا پتلا تہا۔ ایسی غلطی کرے کہ اپنے ہمعصروں سے بڑہہ جائے اور باہم لاف و گزاف تک نوبت پہنچ جائے اور جس کا ماحصل بدنامی کا ہو مگر جب کارخانہ قضاء قدر کی نیرنگیوں کو دیکہتے ہیں تو اس کا کچہہ عالم ہی نرالا اور عجیب نظر آتا ہے جس کا عدد و حساب نہیں اور نہ فہم و قیاس میں آتا ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

اذا اراد اللہ شیئاً فھیأ اسبابھا[1]

تا بکہ بڑے بڑے حکیموں اور فیلسوفوں کی عقل سرگرداں ہو جاتی ہے اور مشیت ایزدی اشخاص ذی عقل کو نادان محض بنا کر اپنا کرشمہ قدرت دکہا دیتی ہے بیربر کی دانائی اور ظرافت وہیں تک تہی کہ جبتک اس کی قسمت اچہی تہی اور جب نحوست کے دن

---

[1] خداوند عالم جو کچہہ کرنا چاہتا ہے اس کے اسباب بہی بنا دیتا ہے

آئے اور راجہ کے سر پر قضا سوار ہوئی اور ان سے وہ اعمال ظہور میں آئے جو
خلاف طبیعت صلح کل کے تھے۔

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ

مصاحب دانشور بیربل کے مرنے پر اکبر شاہ کا ماتم کرنا

جب بادشاہ کو بیربر کے مرنے کی خبر پونچی خاطر قدسی پر اس قدر غم ہوا کہ گویا
ابتدائے جلوس سے آج تک نہ ہوا تھا۔ دو رات دن معمولی سرور نہ کیا نہ کھانا تک تناول
کیا اور بہت پریشان تھے اور کہتے تھے افسوس اس کی لاش اس تنگ گھاٹی
سے کسی نے باہر نہ نکالی ہوگی اسے کفن بھی نصیب ہوا وہ دنیا کی تمام قید سے آزاد
تھا خوب ہوا کہ آزاد مرا۔ مریم مکانی والدہ شاہ نے بہت سمجھایا آپ کا دل غم و غصہ
سے آگ بگولا ہو گیا تھا۔ اور بار بار یہ شعر زبان پر تھے

اشعار حسرت شعار من کلام اکبر شاہ

بخشے نہ کہ باد دست در آمیزم من	دستے نہ کہ با قضا در آویزم من
صبرے نہ کہ از عشق تو پرہیزم من	پائے نہ کہ از میانہ بگریزم من

بادشاہ نے خاصہ منگوایا اور یہ عزم کیا کہ خود ان پہاڑوں میں جا کر قاتلوں
کو قتل کریں اور اپنے ہاتھ سے بیربر مصاحب دانشور کا انتقام لیں مگر خیرخواہوں نے
جانے نہ دیا زین خان سپہ سالار اور حکیم وغیرہ امرا اسلام سے محروم گئے گئے
لاش کی بڑی تلاش کی مگر افسوس کہ وہ نہ پائی گئی

خوب ہوا

آخر گل اپنی خاک در میکدہ ہوئی پونچی وہاں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا

بیربر کے مرنے پر اکبر شاہ کی اسقدر بیزاری دیکھ کر لوگ تعجب کرتے تھے کہ ایسے عالم

اور تم خدا کی مشیت ہی سے ارادہ کر سکتے ہو

ر بہ کار بہادر ارکان دولت موجود تہے اور اکثر ان میں سے انکے سامنے
ں مرے تہے مگر یہہ کیا سبب تہا کہ بیربر کے برابر کسی کے مرنے کا رنج نہیں ہوا
ل تاریخ لکہتے ہیں کہ یہ امر کچہہ غور طلب نہیں اگرچہ بیربر کا منصب سہ ہزاری تہا
لیکن عنایت اس قدر تہی کہ ہزاروں روپے کے جواہر پہننے میں عطا ہو جاتے۔
صاحب دانشور کا خطاب میں داخل نہ تہا کب رائے کا لقب تہا دین اکبر شاہی
یں داخل تہے اور مرید باخلاص تہے اور مراتب چہار گانہ کی منزلوں میں سب سے
گے دوڑے جاتے تہے بیربر ایسے تہے کہ کچہہ جانیں خواہ نہ جانیں دخل در معقولات
نے کے مستعد تہے۔ اس نے دین الہی میں وہ تقلبدریں کی نہیں کہ وہ خلیفہ بنگئے
ہے۔ اکبر اسے ایسا محرم راز سمجہتا تہا کہ کسی طرح کا پردہ نہ تہا انتہائے وقت حرم سرا
کے اندر بلا لیتے تہے حق پوچہو تو انکے چٹکلوں اور لطیفہ گوئی کا وہی وقت تہا۔
خلوت خاص مقام بے تکلف ہوتا تہا جو لوگ اور امرا افغانوں کی مہم پر بیربر
مروا کر بہی اور چند روز سلام سے محروم رہے تہے انکی خطائیں معاف کر دیں
بربر کے مرنے کے مراسلات اکثر اپنے دست مبارک سے لکہکر کئی صوبوں کو بہیجے
دیکہو انشائے ابوالفضل دفتر اول غرض ہر وقت اور ہر آن ہر ساعت بیربر کی یاد
ہتی تہی کسی امیر نے (۹۹۳) کے تخرجہ سے تاریخ وفات بہی لکہی۔

قطعہ تاریخ سال انتقال مصاحب دانشور راجہ بیربر

راجہ بیربر چوں برفت از دنیا — سوئے عقبے ز دار دنیا رفت
جوہر او زبسکہ عالی بود — در جوار ملک تعالے رفت
عاقلے یافت سال تاریخش — گوہرے بے بہا ز دنیا رفت

سنہ ۹۹۳ھ — ۱۰۰۱

راجہ بیربر کا مرکر دوبارہ زندہ ہو جانا

یا وفا یا خبر وصل یا مرگ رقیب
بازئے چرخ ازیں یک دو سہ کارے بکنند

لوگ جانتے تھے کہ بیربر آٹھ پہر بادشاہ کا دل بہلاتا ہے اب اس کے مرنے سے ایسا بے تاب بے قرار دیکھا تو رنگا رنگ کی خبریں لانے لگے کوئی جاتری آتا اور کہتا کہ میں جوالامکھی سے آتا ہوں ہم نے خود دیکھا کہ بیربر ایک جوگیوں کے غول میں چلا جاتا تھا۔

کوئی کہتا تھا کہ سنیاسیوں کے ساتھ بیٹھا کتھا بانچ رہا تھا بادشاہ کے دل کی بیقراری اس صفحہ داستان پر حاشیہ لگا کر ہر بات کی تصدیق کرتی تھی اور خود کہتی تھی کہ وہ علائق دنیا سے الگ تھا اور غیرت والا تھا تعجب کیا ہے شکست مہم کی شرمندگی سے فقیر ہو کر نکل گیا۔ درباری امرا ہوا خواہ کچھ اور نمک مرچ اسپر زیادہ کرتے تھے۔

لاہور میں روز نئی ہوائی اڑتی تھی آخر یہاں تک ہوا کہ بادشاہ نے ایک آدمی کانگڑہ بھیجا کہ بیربر کو ڈھونڈھ کر لاؤ دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا اس کی زندگی کا ڈھکوسلا اور بادشاہ کا اسپر یقین ایسا ہوا کہ جابجا چرچا ہوا کہ یہاں تک افواہ اڑی کہ کالنجر جو بیربر کی جاگیر تھی وہاں کے لوگوں کی عرضیاں آئیں کہ یہاں تھا ایک برہمن اس کو پہلے سے خوب جانتا تھا اس نے تیل ملنے میں خط و خال پہچانے اور یہاں ضرور ہے مگر کہیں چھپا ہوا ہے حضور سے فوراً کروڑی کے نام احکام جاری ہوئے اس احمق نے ایک مسافر کو بر تقلید اکبر شاہ بیربر بنا رکھا تھا۔ اب جو فرمان پہنچا اور تحقیق کیا تو سمجھا دربار میں سخت ندامت ہوگی بلکہ عزت حرمت نوکری کا خطرہ ہے اس نے حجام کو بھیجدیا اور بے گناہ مسافر کو شرم کے مارے مروا ڈالا

اورجواب میں عرض کردی یہاں تہا تو سہی مگر قضائے الٰہی سے زمین بوس شاہ کی سعادت سے محروم رکہا۔

دربار میں دوبارہ ماتم پرسی ہوئی پہر مرنے کی سوگواریاں ہوئیں کروڑی اور نوکر وہاں کے اس جرم میں طلب ہوئے کہ حضور کو کیوں نہ خبر کی آخر ہزاروں مصیبت کے بعد خلاصی ہوئی غرض مسخرے اور ظریف کے مرگ اور سوگ بہی ایسی ہی ہوئے جیسا کہ وہ خود تہا۔

راجہ بیربر کی مالا کے موتی

راجہ کی اولاد ذکور واناث کا پورا پورا حال کسی کتاب اور تاریخ سے نہ ملا۔ بہت کتابوں کے اوراق الٹ پلٹ کیے بہت سی زبانی باتوں کی تصدیق بہی کی اور دوسروں سے کرائیں آخر اقبال نامہ جہانگیری میں ان کی اولاد ذکور میں سے صرف دو بیٹوں کا حال معلوم ہوتا ہے

ایک بیٹے کا نام ہرمرائے تہا درباری اور راجاؤں کی ملاقات وغیرہ میں خدمت بادشاہی بجالاتا تہا بڑے بیٹے کا نام لالہ تہا وہ بہی حاضر دربار رہتا تہا۔ اکبرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت عیاش تہا اور فضول خرچ بہی تہا سنہ ۱۰۱۱ میں استعفا دیدیا اور بادشاہ نے پوچہا کیا سبب عرض کیا کہ مہابلی اب بہگوان کی یاد کیا کرونگا اور باقی عمر کنارہ گنگا پر گذاروں گا بادشاہ نے عرضی منظور کی اقبال نامہ جہانگیری میں دریافت ہوتا ہے کہ لالہ بادشاہ کی نوکری سے استعفا دیکر الہ آباد میں شہزادہ سلیم کے پاس نوکر ہوگیا تہا

ہرمرائے بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تہا بادشاہ اوس سے بہت اچہا سلوک کیا کرتے تہے سنہ ۱۰۱۱ھ میں آگرہ سے دکن کو واسطے لانے شہزادہ دانیال کے بہیجا تہا ہرمرائے بہی اپنے باپ بیربر کی طرح زندہ دل تہے شہزادہ دانیال بہی ان سے بہت خوش تہا۔ اور اون کو بیر بڑشانی کہا کرتے تہے اور عزت و عہدہ دیا تہا ہر روز دربار میں حاضر رہتے

بیربر کے ایک مسلمان حریف مجلس کا فوٹو

علاوہ ازیں بیربر کے ہمعصروں سے جن کا ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں حالیجناب
بوالمذاق سرتاج ظرفا ابوالحسن ملادوپیازہ وانستہ شہرتہ بھی سلک نورتن اکبرشاہی کی
تسبیح کا محراب تہے اس ظریف اور بیربر کے باہم عجیب طرح کی چہیڑ چہاڑ رہتی تھی ابوالمذاق
نہایت ذکی اور تیز فہم آدمی تہا وہ نہایت سوچ سمجہکر بات کرتا تہا اس کی ہر بات -
متانت اور مذاق سے بہری ہوئی تہی علاوہ اس کے بڑا فاضل او متبحر تہا ملا بیربر کی
بڑی خبر لیا کرتا تہا بعض وقت بادشاہ سے بھی نہ چوکتا تہا۔

پیشتر ازیں کہ ہم ملا اور بیربر کی باہمی مضحکات مطائبات اپنے ناظرین کو سنائیں
یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملا صاحب کی بہت مختصر لائف سے انکو واقف کریں
مگر یاد رہے کہ ہم ملا صاحب کے صرف الف با ناظرین کو سنائینگے بلکہ اس بے
شرہ کرتا تا جاتنک نہیں ہینگے اگر وہ اوس کے پورے نظارے کے مشتاق ہونگے
تو انکے واسطے علیحدہ فوٹو جو ہمارا اپنا کہچا ہوا موجود ہی دیکہہ لیں گے۔

ابوالحسن ملا دوپیازہ صاحب کے حالات و مقالات پر ایک سرسری نظر

ملا صاحب موضع طائف ملک عرب کے شہر میں پیدا ہوئے تہے باپ کا نام ابوالمحاسن
تہا۔ دادا صاحب کا اسم شریف احمد فضل تہا ابوالمحاسن بہت دولتمند اور آسودہ
حال اپنے زمانے کے آدمیوں میں سے تہا اس کا ابوالحسن بیٹا تہا اوائل عمر میں مکتب
میں پڑھا اور طفولیت میں ہی بہہ لڑکا بڑا ظریف اور مسخرہ تہا اور لڑکوں میں جابجا اس کے تمسخر کا
چرچا ہونے لگا والدہ مرگئی باپ نے دوسری شادی کرلی سوتیلی ماں سے ابوالحسن تنگ آکر العمر
۱۲ سالگی شہر موصل کے مدرسہ میں واسطے تحصیل علم جا داخل ہوا جہاں اس نے

چار سال تعلیم پائی پھر اپنے علم کی بدولت سفیر روم کا ملازم ہو کر ایران چلا گیا پھر گردش
روزگار کے سبب ایران سے ہمایوں شاہ کے سپہ سالار کی شرف خدمت حاصل
کر کے ہندوستان میں وارد ہوا ۹۵۶ھ میں اپنے آقائے نامدار کے فوت ہونے کے بعد
شہر کی کسی مسجد میں رہنے لگا پھر ہوتے ہوتے کسی فوجی افسر کے ذریعہ سے اکبر شاہ
کے دربار تک پونچا اور اپنے علم اور عقل خداداد کے سبب سے ہم نشین اور جلیس خاص ہو گیا
دو پیازہ لقب اس کا اس واسطے مشہور ہوا کہ دو پیازہ جو ایک قسم کا کھانا ہے اور بہت
لذیذ ہوتا ہے اس کے دل پسند تھا دوپیازہ پیاز کو گھی میں بھون کر پکاتے ہیں اس
لئے ملا دوپیازہ سے مشہور ہوا اور کسی کو اسکا اصلی نام جو ابوالحسن تھا معلوم نہ تھا
چونکہ دربار اکبر شاہی میں وہ شخص بہت ظریف اور مسخرے مشہور تھے منجملہ ان میں
بیربر اور مسلمانوں میں ملا صاحب ان دونوں میں اکثر مذاق رہتے تھے ناظرین کے
واسطے ہم انکے چند لطائف۔ اور مطائبات درج کرتے ہیں

ملا دوپیازہ صاحب کی اپنے حریف مجلسی بیربر سے چھیڑ چھاڑ

مقولہ

الهزل فی الکلام کالملح فی الطعام

روایت

ایک دن بادشاہ نے بیربر سے پوچھا وہ کونسا کام ہے کہ نیکی کرے
بدی حاصل ہو بیربر نے کہا قبلہ عالم ملا دوپیازہ صاحب اس کو خوب جانتے ہیں
بادشاہ نے فوراً ملا صاحب کی تلاش کیواسطے چوبدار بھیجا۔ جب ملا صاحب آئے تو
بادشاہ نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا عالیجاہ بھوک کے سبب مجھ سے بولا
نہیں جاتا بادشاہ نے توشمال کو حکم دیا کہ کھانا لاؤ اسی وقت ملا صاحب کے واسطے
کھانا آیا جب ملا صاحب کھا کر سیر ہوئے تب بادشاہ نے اپنا سوال دوبارہ پوچھا۔

ملانے جواب دیا کہ حضور کو عرض تو کر دیا ہے بادشاہ نے کہا ہم مطلب نہیں سمجھے ملانے کہا کہ خداوند بندہ کو کھانا کھلایا اور بھوک سے بچایا اور اس سے زیادہ کیا نیکی ہو سکتی ہے مگر چونکہ حضور کے سامنے کھایا تو بندہ سے مارے شرم کے کھایا نہیں گیا اور جتنا کھایا وہ کھانا نہیں بلکہ خون جگر پیا پس حضور عالی سمجھ لیں کہ حضور کے نزدیک نیکی اور میرے نزدیک بدی بادشاہ سنکر بہت خوش ہوئے۔

لطیفہ

ابوالحسن بوضع اہل عرب عمدہ دستار باندھکر دربار میں جایا کرتے تھے ایک دن بادشاہ کے سامنے اپنی دستار کی تعریف کر رہے تھے کہ بیربر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی خداوند ملا صاحب خلاف کہتے ہیں میں کل اس سے عمدہ پگڑی باندھکر آؤنگا دوسرے روز بیربر بہت عمدہ دستار باندھکر دربار میں حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا ملا تیری پگڑی سے بیربر کی پگڑی بہت عمدہ ہے۔ ملا نے جواب دیا قبلہ اس نے اپنی جورو سے بندھوائی ہے بادشاہ نے کہا اس امر کی کیا تصدیق ملا نے جھٹ پٹ اپنی پگڑی اتار دی اور کہا کہ بیربر بھی اتارے پھر ہم دونوں پگڑی باندھتے ہیں بیربر سے ویسی پگڑی نہ باندھی گئی مگر ابوالمنافق نے ویسی باندھلی بادشاہ ملا کے اس قیافہ پر بہت خوش ہوا اور فرمایا بیربر معلوم ہوتا ہی جو کام تم سے نہیں ہوتا وہ تم اپنی بیوی سے کراتے ہو ملا صاحب نے جوابدیا ہاں بیربر بیچارے بہت نادم ہوئے۔ آفرین ہے ملا آپ کی قیافہ شناسی پر۔ بیربر کی خوب قلعی کھولی۔

لطیفہ

ایک دن ملا صاحب کسی فکر میں نیچے زمین کے دیکھتے چلے آتے تھے بیربر بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے بادشاہ کے سامنے ملا سے

مذاق کرنی چاہی اور پوچھا قبلہ زمین میں کیا گم گیا کہ دیکھتے ہو؟ کہا لالہ صاحب میرا باپ مدت سے گم ہو گیا ہے اسے دیکھتا پھرتا ہوں بیربر نے کہا کہ اگر میں بتا دوں تو کیا دو گے ملا نے کہا جناب سارا آپ کا

حکایت

ایک دن دربار اکبری میں ایک عورت داد خواہ ہوئی کہ فلاں شخص اس کے ساتھ مرتکب فعل بد کا ہے بادشاہ بیربر کی طرف دیکھکر کہنے لگے کہ پیچ ہر بیربر کچھ سوچ میں چلے گئے ملا صاحب پاس حاضر تھے کہا بیربر کیا جانے آپ اوسے پوچھتے ہیں یہ تو میرا کام ہے میرا باپ دادا قاضی شہر تھے اور اکثر ایسے مقدمات فیصل کرتے تھے پھر بادشاہ بولے دیکھیں کیسے ملا نے کہا حضور اس شخص کو بھی طلب کیا جائے جب وہ شخص حاضر ہوا تو ملا نے کہا کہ اس شخص سے چالیس دینار اس عورت کو بدیت جرمانہ دلوائے جاویں۔ جس وقت وہ عورت جرمانہ لے کر باہر گئی تو ملا نے اس مرد کو کہا جاؤ روپیہ تم اوس عورت سے چھین لو مرد اس سے روپیہ چھین نے لگا مگر عورت نے روپیہ ہاتھ سے نہ دیا اور بادشاہ کے پاس فریاد کرتی ہوئی آئی اور کہا یہ شخص میرا روپیہ چھیننا چاہتا ہے ملا نے کہا جبکہ وہ تم سے چھین نہیں سکتا تو پھر وہ تمہاری چادر عصمت کس طرح پھاڑ سکتا تھا ارے کمبخت معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا سراسر فریب ہی بادشاہ اس فیصلہ سے محظوظ ہوئے ملا نے بیربر کو خوب نادم کیا۔

روایت

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بیربر کو آگرہ سے دہلی جانے کا اتفاق ہوا راستہ میں فیلبان سے ناراضی ہو گئی واپس آنے پر ایک دن بادشاہ ملا اور بیربر باغ میں ٹہل رہے تھے کہ بیربر نے اپنے سفر کا حال بیان کیا اور کہا جس نام کے

آخیر لفظ بان ہوتا ہے وہ شخص نہایت بے لحاظ ہوتا ہے جیسے فیلبان۔ شتربان۔ ساربان۔ وغیرہ ملا اسکو فوراً سمجھہ گئے اور کہا سچ کہتے ہو مہربان بادشاہ نے سنکر قہقہہ مارا اور بیربر بہت نادم ہوا

بیربر اور علامہ ابوالفیض فیضی کے مطائبات

حکایت

حسن اتفاق سے ایک روز اکبر شاہ جاتے تھے کہ ویرانہ دھرم سالہ نظر پڑا حکم دیا کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے چنانچہ فی الفور مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی۔ راجہ بیربر کو یہہ عمدہ موقعہ ہاتھہ آیا۔ کیونکہ ابوالفیض فیضی کے اکثر ان سے مطائبات ہوا کرتے تھے جب فیضی دربار میں حاضر ہوئے اور مجلس عام سے خاص ہوئی تو بیربر نے احوال پرسی کے بعد یہ شعر پڑھا

شعر بیربر

ببیں کرامت بتخانہ مرا اے شیخ
کہ چوں خواب شود خانہ خدا گردد

علامہ نے تبسم کیا اور کہا اچھا اب پھر چھیڑ چھاڑ شروع رہی ہے اسی وقت اور فی البدیہہ فیضی نے بیربر کا جواب اس طرح دیا

جواب فیضی

برہنا بت و بتخانہ ترا دیدم
کہ تا خراب نشد زینسبب کعبہ نگردد

لطیفہ

علامہ ابوالفیض اور بیربر کی آپس میں بہت بنی ہوئی تھی اکثر باہم ملاقاتیں ہوتی تہیں کیونکہ علامہ موصوف کا اہل ہنود کے علم سنسکرت کی طرف بہت میلان تہا اور اس کی ماہیت دریافت کرنے کے واسطے اکثر بڑے بڑے برہمنوں کی خدمت میں حاضر رہتے تہے ایک روز بیربر اور فیضی تخلیہ میں گپ شپ ہی

س کرتے تھے اور بیربربہت انصاف پسند تھا اکثر اسلامی فروعات کو جو
ضی بیان کرتا تھا پسند کرتے رہتے تھے فیضی بھی اس حق شناسی پر بہت
ش ہوئے اور کہا کہ راجہ جی آپ مسلمان کیوں نہیں ہوجاتے اوس نے سکراکر
کہ تمہارے ہمارے خداوندکریم فرقان حمید میں نہیں دیکھا کہ کیا فرماتے ہیں

ختم اللہ علی قلوبہم

اکی مہر ہے بندہ کیونکر اٹھائے گستاخی معاف

نقل

شیخ ابوالفیض فیضی نے حسب الحکم اپنے آقا کے فرقان حمید کی بے
نقط تفسیر لکھی جس کا نام سواطع الالہام ہے اور جس سے اس کا سکہ سخنوری چاردانگ
لم میں اتبک جاری ہے تو بہت فکر کی کہ بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم
کے عنوان کتاب پر کیا لکھیں کیونکہ بسم اللہ میں تو دو نقطے ہیں اور بے نقط کتاب
بسم اللہ بھی بے نقط چاہئے اسی فکر میں متفکر دربار میں آئے بیربر نے آداب
لاکر عرض کی کہ قبلہ آج تو آپ بڑے متفکر نظر آتے ہیں کہا ہاں کچھ اپنے
ے اوہیڑبن میں لگا ہوں بیربر نے اصرار کیا اور کہا ہمیں بھی تو ارشاد
یجئے آخر فیضی نے کہا بیربر تفسیر بے نقط کی بسم اللہ لکھنے کی فکر ہے بیربر کو
ب سوجھتی تھی اور بلکہ ایسے وقت سوجھتی تھی اونہوں نے کہا قبلہ اگر میں بے نقط
سم اللہ آپ کی تصنیف کے واسطے بنا دوں تو کیا دو گے فیضی بولے کہ واہ خوب
بربر نے کہا حضرت کلمہ لکھدو لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ آفرین بیربر تیری
کاوت پر قرآن کی بے نقط تفسیر پر خوب کندن کیا

مولف

درحیرتم کہ دشمنی کفر و دیں چراست
ازیک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن است

مصاحب دانشور راجہ بیربر اور اکبرشاہ کی مجلس

ایک دن اکبرشاہ نے بیربر سے کہا کہ تو ہمارا کلمہ کیوں نہیں پڑھتا
کہا حضرت کا کلمہ پڑھنے میں کیا نقصان ہے۔ مگر وہ کلمہ نہیں پڑھونگا
جس کا زبان پر لانا ہمارے مذہب کا زیاں ہے۔

نقل

ایک دن بادشاہ کی مجلس میں ذکر ہوا تھا کہ پت پانچ ہیں۔ اندر
سون پت۔ پانی پت۔ باگھ پت۔ بل پت بیربر نے کہا حضور دو پت
اور بھی ہیں جو آپ بھول گئے فرمایا وہ کون ہیں عرض کیا کہ ایک راکھپت اور دو

لطیفہ

ایک دن اکبرشاہ بادشاہ نے بیربر سے کہا کہ ہم تیرے بیٹے سے بات
کرنا چاہتے ہیں بیربر نے گھر جاکر اپنے بیٹے کو بھیجا اور کہدیا کہ بادشاہ چاہے
جتنے کچھ کہے مگر تم چپ رہنا اس نے ایسا ہی کیا دوسرے دن بیربر دربار
میں گئے تو بادشاہ نے پوچھا اگر کسی احمق سے پالا پڑے تو کیا کیجئے
زمین بوس ہو کر عرض کی چپ رہے

لطیفہ

ایک دفعہ بیربر بیٹھے مالا پھیر رہے تھے بادشاہ نے دیکھکر پوچھا کہ بیربر
کیوں ایک سو آٹھہ دانے کی تسبیح کہتے ہیں بیربر نے کہا حق کے عدد ایک سو آٹھ
ہوتے ہیں ہماری مالا کے دانے لفظ حق سے مساوی ہیں

بیربر کی حاضر جوابی

ایک خواجہ سرا نے جو اکبر شاہ کے منہ لگا ہوا تھا ایک دن تخلیہ میں بیربر کی بہت برائی کی بادشاہ نے کہا یہ سب سہی مگر بیربر جواب فی البدیہہ کہتا ہے خواجہ سرا نے کہا قبلہ وہ خاک جواب دیسکتا ہے آپ مہربانی کر کے میرے ان تینوں سوالوں کا جواب پوچھیں تو ایک کا بھی نہیں آئیگا

(۱) زمین کا وسط کہاں ہے ؟

(۲) آسمان کے تارے کتنے ہیں ؟

(۳) جہاں میں مرد کتنے اور عورتیں کتنی ہیں

بادشاہ نے اسی وقت بیربر کو محل میں بلا کر فرمایا کہ خواجہ سرا کے سوالوں کا جواب دو بیربر نے زمین میں کھونٹی گاڑ دی کہا زمین کا وسط یہہ ہے ۔ اگر خواجہ سرا نہ مانے تو ناپ لے

پھر ایک بڑا مینڈھا منگوا کر کھڑا کیا اور کہا جتنے اس کے بدن پر بال ہیں اتنے ہی آسمان میں تارے ہیں اگر خواجہ سرا کو شک ہے تو گن لے

تیسرے خواجہ سرا لوگ نہ مرد ہیں نہ عورتیں ان سے حساب بگڑ رہا اگر حضور ان کو مروا ڈالیں تو مرد و عورت کی ٹھیک تعداد معلوم ہو جائے

اکبر شاہ کے بیربر سے استفسار

ایک روز اکبر شاہ نے بیربر سے پوچھا کہ دنیا میں کس کس چیز کو کس چیز سے بہت تعلق ہے یا کس کس کو کس سے مزہ آتا ہے بیربر نے مجرا بجا لا کر حسب ذیل عرض کیا ۔

سپاہی کو تلوار سے روزہ دار کو افطار سے ۔ صوفیوں کو اذکار سے ۔ عاشق کو معشوق کے اصرار سے ۔ جگا کو بہار کے ملاج سے بیمار صفرا کو لیموں اور انار سے شرابی کو خمار سے ۔ رنڈی کو دولتمند یار سے میراثی کو ملار سے نئے امیروں

طبلے اور ستار سے۔ شاعروں کو عشقیہ اشعار سے۔ سچے دوست کو دیدار سے
شوقینوں کو پھولوں کی ہار سے۔ مفلسوں کو ادھار سے۔ اہل عرفہ کو کاروبار سے
سوداگر کو بیوپار سے۔ بلبل کو گلزار سے۔ بیکار کو شکار سے۔ ظالم کو مظلوم کے آزار سے
پاجی کو جوتی پیزار سے

لطیفہ

پھر ایک دن بادشاہ نے بیربر سے پوچھا۔ کہ دودھ کس کا اچھا۔ پتا کس کا اچھا۔ پھول کس کا اچھا۔ پھل کون اچھا۔ راجہ کون اچھا۔ اور مٹھاس کس کا اچھا ہے بیربر نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ جہاں پناہ دودھ ماں کا اچھا جس کے سبب پرورش ہوتی ہے۔ پتا پان کا اچھا جسکے دینے سے چاکر سرنگ دیدیتا ہے۔ پھول کپاس کا اچھا جسکے سبب سے تمام خلقت خدا کی پردہ پوشی ہوتی ہے پھل بیٹا اچھا جو بزرگوں کا نام قائم رکھتا ہے۔ راجہ اندر اچھا جو مینہ برسا کر تمام دنیا کو پالتا ہے مٹھاس زبان کا اچھا کہ مفت میں لوگوں سے ملنساری کر دیتی ہے

لطیفہ

ایک دن اکبر شاہ اور بیربر محل کی چھت پر بیٹھے تھے سامنے ایک تمباکو کا کھیت تھا اور وہاں ایک گدھا بھی کھڑا تھا چونکہ بیربر تمباکو پیتے اور کھاتے تھے اس لئے بادشاہ نے چوٹ کی کہ بیربر دیکھو تمباکو کیا نجس چیز ہے جس کو گدھا بھی نہیں کھاتا بیربر نے ہنسکر کہا حضور ایسے ایسوں ہی نے اس کو چھوڑ دیا

لطیفہ

اکبر شاہ کی طبیعت رنگ برنگ کا نمونہ تھی آخر عمر میں آپ نے لباس ہنود اختیار کیا تھا

اور موتیوں کی مالا گلے میں پہنی تھی کہ حسن اتفاق سے بادشاہ اور بیربر ایک روز دریا
کی سیر کرنے کنارے چلے جاتے تھے۔ بیربر کی روانی طبیعت دیکھنے کی جو
لہر آئی تو موتیوں کی مالا گلے سے اتار کر پانی میں ڈالدی اور بیربر سے کہا
کہ بیربر مالا دو بیربر نے فوراً جواب دیا کہ جہاں پناہ بہنے دو

لطیفہ

ایک دن اکبر نے بیربر سے کہا۔ ہندی زبان بہت گندی ہے۔ دیکھو
پاؤں جو بدن میں ایک عمدہ عضو ہے کہ جسکے ذریعہ سے ہندو مسلمان تیرتھ اور
حج کرکے ثواب دینی و دنیوی حاصل کرتے ہیں اس کو آپ لوگ پاد کہتے ہیں
بیربر نے کہا حضور بے ادبی معاف مگر زبان فارسی میں تو اس سے بھی بڑھ کر
ہے کہ اس میں ہاتھ کو جو اشرف الاعضا ہے دست یعنی پاخانہ بولتے ہیں

شجرہ نسب خاندان مغلیہ

قطب السلاطین امیر تیمور صاحب قران بانی خاندان مغلیہ ہندوستان

جلال الدین میران شاہ

سلطان محمد مرزا

سلطان ابو سعید مرزا

سلطان عمر شیخ مرزا

ظہیر الدین بابر بادشاہ

نصیر الدین ہمایون

جلال الدین اکبر شاہ

شہزادہ مراد | نور الدین جہانگیر شاہ | شہزادہ دانیال

شہاب الدین شاہجہان

شہزادہ شجاع | محی الدین عالمگیر شاہ | شہزادہ دارا شکوہ

محمد معظم شاہ

محمد اعظم شاہ

جہاندار شاہ | عظیم الشان | رفیع الشان | محمد اختر

عالمگیر ثانی | فرخ سیر | رفیع الدولہ | رفیع الدرجات | روشن اختر

شاہ عالم ثانی | محمد شاہ | احمد شاہ

محمد اکبر ثانی شاہ

ابو ظفر بہادر شاہ

ضمیمہ نمبر اول

اللہ اکبر

ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ والی ہندوستان کی پیدائش و پرورش

سر شاہان عالم شاہ اکبر
تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر

ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ امیر تیمور گورگاں (صاحب قران[1]) کے پڑپوتے ظہیر الدین بابر بادشاہ کے پوتے اور نصیر الدین ہمایوں کے بیٹے تھے۔ مقام نگر کوٹ میں ۵ رجب شب یکشنبہ ۹۴۹ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۵۴۲ء میں پیدا ہوئے ملا عصام الدین نے تاریخ ولادت اس مصرعہ سے نکالی جو بہت ہی موزوں ہے۔

مصرعۂ تاریخ ولادت اکبر شاہ

شب یکشنبہ و پنج رجب است

۹۴۹ھ

اکبر جب ۱۳ سال اور ۵ ماہ کا ہوا اس کے باپ نصیر الدین ہمایوں شاہ

---

[1] صاحب قران وہ مولود مسعود ہے جس کا جنم قران زحل اور مشتری میں ہو۔ جو بہت سالہا سال کے بعد اور شاذ و نادر واقعہ ہوتا ہے اور اس کو قران عظمیٰ کہتے ہیں ایسے مولود کی اگر وہ بادشاہ ہو جائے تو بادشاہی بہت مدت تک رہتی ہے

نے محل کے کوٹھے سے گر کر قضا کی تاریخ انتقال خواجہ حسین ثنائی ایرانی نے
اس مصرعہ سے نکالی اور بہت ہی مناسب نکلی

مصرعہ تاریخ سال انتقال ہمایون شاہ

ہمایون بادشاہ از بام افتاد

سنہ ۹۶۲ھ

بیرم خان ترکمان نے جو اکبر کے اتالیق اور نصیر الدین کے وزیر تھے اکبر شاہ خورد سال کو ۱۵۵۶ء مطابق سنہ ۹۶۳ھ میں مقام کلانور میں شاہی تاج پہنایا۔ ملا عصام الدین بدخشی نے جو اکبر شاہ کے اوستاد تھے تاریخ تخت نشینی اکبر شاہ میں یہ مصرعہ کہا

مصرعہ تاریخ سال جلوس اکبر شاہ

جلوس خداوند عالم پناہ

سنہ ۹۶۳ھ

ابو الفتح جلال الدین اکبر شاہ کی وفات

آنچہ او دید از جلال و مرتبت خاقان ندید — وانچہ او کرد از نوال و معدلت دارا نکرد

جب بیرم خان اتالیق معزول ہو کر کعبہ کی طرف حج کے واسطے چلا گیا تو اکبر شاہ کو بہت سے محاربات پیش آئے مگر اس نے بڑی عالی حوصلگی سے وہ محاربات سرانجام دئے اور جو فتحیات اکبر شاہ کو حاصل ہوتی رہیں وہ خاندان تیموریہ کے کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوئیں یہ سب تائیدات ایزدی تھیں چنانچہ اس نے اجمیر اور گوالیار کے قلعے سنہ ۱۵۶۲ء میں فتح کئے
۱۵۶۵ء میں جونپور ہاتھ آیا سنہ ۱۵۷۳ء میں دکھن اور گجرات کا صوبہ فتح

نامعترف ہوا

۱۵۷۵ء میں بنگال بہار اڑلیہ جو پٹھانوں کے قبضہ میں تھا فتح کیا
۱۵۸۶ء میں خطہ کشمیر کا ہندوستان سے الحاق کر لیا
۱۵۹۵ء میں آریہ ورت پر کامل قبضہ کر کے نظم و نسق سے اس کا نام پنجاب رکھا
۱۵۹۵ء میں راجگان بے پورا ور رامپور اور چتوڑ کو بعد بہت سی محنت لڑائیوں سے فتح کیا۔
۱۵۹۲ء میں سندھ پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا۔
۱۵۹۵ء میں قندھار کا ملک جو ایرانی حاکموں کے ماتحت تھا اپنے تصرف میں لایا۔
۱۵۹۶ء میں احمد نگر۔ خاندیس اور برار فتح کیا
۱۵۹۷ء میں۔ کابل بدخشاں۔ ہرات۔ بلخ کی حدود بھی ہندوستان کے ساتھ شامل کریں

غرض ایسی ایسی فتوحات سے ہندوستان میں یہہ دہاک بندھ گئی تھی اکبر نے تسخیر آفتاب کا عمل کیا ہے اور وہ نیر اعظم اس کا مطیع ہے

دربار اکبر شاہی کے امراء

ملک میں جس قدر کسی علم کسی فن کے صاحب کمال تھے ہر سمت سے اکبر کی قدر دانیکی زنجیر میں جکڑ ے چلے آتے تھے اکبر نے بلا لحاظ مذہب ایسے لوگوں کو اپنا مصاحب بنایا اور ان سے ایک کونسل قائم کر کے اس کا نام نورتن اکبری رکھا۔

سلک نورتن اکبر شاہی میں یہ اشخاص تھے جو ہر ایک اپنے اپنے فن میں کامل اور صاحب کمال تھے (۱) ملک الشعرا علامہ محمد ابو الفیض فیضی ....

(۲) موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل برادر شیخ فیضی (۳) حکیم ہمام گیلانی (۴) حکیم مسیح الدین ابوالفتح گیلانی (۵) مرزا عبدالرحیم پسر بیرم خان الملقب بہ خان خانان (۶) مرزا عبدالعزیز کوکلتاش ملقب بہ خان اعظم (۷) راجہ ٹوڈرمل صدر دیوان (۸) راجہ مان سنگھ خسر پور اکبر شاہ (۹) راجہ بیربر۔

اکبر شاہ کا انتظام سلطنت

جب اکبر نے اپنی سلطنت پر کامل تسلط کر لیا تو بنیاد سلطنت اس بات میں رکھی کو کسی کی خوشحالی میں فرق نہ آئے اپنے بیگانے سب آسودہ حال رہیں۔ بڑے بڑے راجپوت راجاؤں کو دربار میں عمدہ عمدہ عہدے دئے اور ہر ایک کو دربار میں حاضر ہونے۔ کا اعزاز بخشا محاصل کا انتظام اجناس کی پیداوری آمدنی کی تدبیر۔ زمینوں کی پیمائش اور حساب کتاب کی آئین بندی ایسی ایسی باندھیں کہ اس وقت تک کسی بادشاہ کو نہ سوجھی تھیں۔

ہندو لڑکا جو بچپن میں کسی طرح سے مسلمان ہو گیا ہو بعد بلوغت اس کو اجازت تھی کہ وہ اپنا جو مذہب چاہے اختیار کرے

اس کے علاوہ سینکڑوں احکام۔ ملکی۔ مالی۔ داغ۔ محلی۔ فرد فرد رعایا واقعہ نویسی۔ چوکی نویسی۔ وغیرہ وغیرہ بہت تھے اگر مفصل حالات کا سین دیکھنا چاہو تو آئین اکبری یا مولف اوراق کی تصنیف حیات اکبر شاہ منگوا کر دیکھ لو۔

اکبر شاہ کے خوارق و عادات حسنات

نہ کردہ بہر رضائے خدائے عزوجل ۔ نہ چشم سوئے غزال ونہ گوش سوئے غزل

اکبر کا گورا رنگ تھا قوی ہیکل اور وجیہہ شخص تھا صلح جو رحم دل ہیرے درجہ کا تھا

جس نے عفو چاہی اور تقصیر اپنی کا معترف ہوا فوراً اس کی خطا معاف کی ہندو مسلمان
سب رعیت کو ایک نظر سے دیکھتا تھا ہمیشہ اس کے آرام و آسائش کی تدابیر سوچتا
تھا۔ لذیذ نفسانی کی طرف سے طبیعت کو روکتا تھا خلق خدا کے آرام کے لئے۔
بہت سی عمارات تیار کرائی تھیں اپنا انتظام ایسا ہی کیا تھا ہندو مسلمان سب
خوش تھے ریاضت جسمانی اور شکار کا اور چیتے گھوڑے باز جرے شاہین وغیرہ
رکھنے کا بہت شوق تھا طبیعت میں کسی قسم کی نخوت نہ تھی اپنے دوستوں
کو بہت عزیز رکھتا تھا تیس چالیس میل تک پیادہ سفر کرتا تھا اکبر کی شجاعت اور
دلاوری کے معرکے بھی ایسے ہیں کہ انہیں فقط زور اقبال کہنا چاہئے۔ نہایت
شجاع اور بہادر تھا خود بڑی بڑی مہموں میں لڑنے جاتا ہاتھی پر خود سوار ہو کر اس کو لڑاتا

عمارات تعمیر شدہ عہد اکبر شاہی

نہ مرد آنکہ ماند پس از وے بجا — پل مسجد و چاہ و مہمان سرائے

اکبر شاہ نے بہت سی عمارتیں اپنی یادگاریں تیار کرائیں جو اب تک صفحہ ہستی
پر اس کی باعظمت سلطنت کی یادگار ہیں

ذیل کی فہرست بطرز اختصار ہم لکھتے ہیں

فہرست

(۱) شہر آگرہ قلعہ ۔ سنہ ۹۷۱ھ — (۲) خانقاہ شیخ سلیم چشتی صاحب سنہ ۹۷۶ھ
(۳) فتحپور سیکری سنہ ۹۷۹ھ — (۴) بنگالی محل سنہ ۹۷۹ھ
(۵) ہمایوں کا مقبرہ سنہ ۹۷۸ھ — (۶) عمارات درگاہ خواجہ بزرگ اجمیری سنہ ۹۷۷ھ
(۷) کورہ تلاؤ سنہ ۹۷۷ھ — (۸) شارع عام پر اور منازل بچاہ و مینار سنہ ۹۸۱ھ
(۹) عبادتخانہ چار ایوان سنہ ۹۸۱ھ — (۱۰) شہر الہ آباد مع محل الہ آباد شہر سنہ ۹۸۲ھ میں

(۱) تاراگڈھ منو سرپور سنہ ۹۶۹ھ (۲) اٹک بنارس سنہ ۹۶۷ھ میں

(۳) قلعہ دریائے اٹک سنہ ۹۹۸ھ (۴) قلعہ اکبرآباد کا دروازہ فیل سنہ ۹۷۳ھ میں

(۵) قلعہ ناگرنگر کی تعمیر کی بنیاد ڈالی

قطعہ تاریخ سال تعمیر عمارت بنگالی محل و مقبرہ حضرت سلیم چشتی

بنگالی محل اور فتحپور سیکری کی عمارات جو ایک ہی سال میں تعمیر ہوئی تھیں ان کی تاریخ مرزا قاسم ارسلان مورخ دربار اکبری نے اس طرح لکھی ہے

تاریخ

تمام شد دو عمارت بسان خلد بریں — بدور دولت صاحبقران ہفت اقلیم

یکے بہ بلدۂ دارالخلافہ آگرہ — دگر بخطۂ سیکری مقام شیخ سلیم

سپہر از پے تاریخ ایں دو عالی قصر — رقم زدہ دو بہشت بریں بملک قدیم

سنہ ۹۷۷ھ

تاریخ سال تعمیر عمارت دروازہ فیل

دروازہ فیل کے سال تعمیر کی تاریخ ملا شیری ترکستانی نے اس شعر میں نکالی تھی

شعر

کلک شیری پے تاریخ نوشت — بے مثل آمدہ دروازہ فیل

سنہ ۹۷۳ھ

ایضاً تاریخ سال تعمیر عمارت دروازہ فیل

شیخ ابوالفیض فیضی نے صرف مصرعہ ذیل تاریخ کے واسطے لکھا:-

مصرعہ
بنائے در بہشت
۹۷۳ھ

اکبر شاہ کی شاعری معہ کلام منتخبہ

در عالم فصاحت خفا کہ مثل تو
سر بر نزد کسے ز گریبان نظم و نثر

اکبر شاہ ہر علم کی قدر کرتا تہا اس لئے اس کی مجلس میں ہر وقت شاعر اور فاضل اور علما حاضر رہتے تہے اور طرح طرح کے امورات طے ہوتے تہے صحبت کے اثر سے خود ہی شعر کہتا تہا چنانچہ یہہ شعر ان کی جودت و ذکاوت طبع کا نمونہ ہے

رباعی

اے نازکہ دل خوں شدہ از دوری تو
من بار غم ز دست مہجوری تو
در آئینہ چرخ نہ قوس قزح است
عکس است نمایاں شدہ از چوگی تو

رباعی

دوشنبہ بکوئے مے فروشاں
پیمانہ مے بہ زر خریدم
اکنوں ز خمار سر گرانم
زر دادم و درد سر خریدم

شعر

من بنگ نمے خورم مے آئید
من چنگ سمے و نغم نے آرید

انصرام ملک و انتظام سلطنت اکبر شاہ

برشد کار تو آں انتظام دریافت جہاں
کہ از حمایت تو بے نیاز شد کا نور
وراں دیار کہ افگند عدل سایہ تو
بقدر ذرہ بود آفتاب وقت ظہور

اکبر نے امور سلطنت میں بڑی اصلاحیں کیں چنانچہ در مالگذاری کا خرچ گھٹا دیا

سرکاری اہل کار جو ناجائز طور پر رعیت سے روپیہ وصول کرتے تہے اس کا انسداد کیا دوہرے لنگر خانے جا بجا جاری ہوئے انواع و اقسام کے کہانے پکتے ہندو مسلمان فقرا کو ملتے۔

ہندو مہمان خانہ کا نام دہرم پورہ تہا۔

مسلمان مہمان خانہ کا نام خیر پورہ تہا۔

جزیہ اپنی ہندو رعایا کو بالکل معاف کر دیا

جشن سالگرہ کے دن ذبح جانور بالکل موتوف تہا مینا بازار لگتا تہا تمام اعلیٰ دوکاندار بہی جو جو عجائبات بہم پونہچاتے وہ لاکر سجاتے اہل صنعت کے جوہر کہو لتے جر ثقیل اور طبعیات کے عمل ہوتے دوسرے روز زنانہ بازار اسی شان و شوکت سے ہوتا بیگمات آتی تہیں

کتب خانے مقرر کئے جن میں ہر وقت عربی فارسی سنسکرت کی کتابیں جمع رہتی لونڈی غلام کا خریدنا اور بیچنا موقوف ہوا بیوہ عورت کو زبردستی ستی ہونے سے روکا۔ ہتہیار کہنا موقوف کیا شہروں کی فصیلیں اور دروازے بنائے سرحدی مہم کرنے اور جنگی سامان کے جمع کرنے کے واسطے کئی مقام میں قلعہ جات بنوائے آگرہ میں خاص دار الضرب ٹکسال بنا کر اپنا سکہ لگایا اور علامہ فیضی نے سکہ کا شعر تصنیف کر کے پیش کیا انعام پایا۔

شعر سکہ

مہر مہر شاہ اکبر بروئے ابن زر است تا زمین و آسمان را مہر نور زیور است

اکبر شاہ کی اہل ہنود سے اپنائیت اور الحاق

در جہاں بہر کہ دشمنی کفر و دین چرا است
از یک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن است

اکبر نے جس وقت اپنی اخلاقی گفتگو اور دوربینی سے بڑے بڑے راجگان

ہندوستان کا دل ٹٹولا تو انکو بہت کچھ اپنی طرف مائل پایا اگرچہ وہ خود ترک
ماوراالنہری تہا۔ مگر اس نے ہندوستان میں آکر جس طرح ہندوؤں اور ہندوستانیوں
سے اپنائیت پیدا کی وہ ایک صنعت کیمائی ہے انہیں نے باوجود ایک بہت
سی مخالفت مذہبی کے اپنی بٹیاں عقد نکاح میں دینا بے تعذر منظور کیں۔
چنانچہ مہاراجہ جے پور کی بیٹی جودھ بائی سے اکبر نے نکاح کیا۔ بعد
اس کے دوسرے سال مہاراجہ جودھپور نے بہی اپنی لڑکی دی تہی
راجہ بہگوان داس کی بیٹی شہزادہ سلیم (نورالدین جہانگیر) سے بیاہی گئی تہی
غرض اکبر نے اس طریقہ سے تمام سرکشوں اور مخالفوں پر ثابت کردیا۔ کہ تاتاری
مغل اور ہندوستانی راجپوت کسیطرح سے اب دو گروہ سمجھے جانیکے
قابل نہیں اس اپنائیت کا نتیجہ یہ ہوا

اکبر شاہ کا نیا دین توحید الہی کا وضع کرنا

دل کعبے میں کیا جو پنہاں سی گئی بہاں تو کوئی صورت ہیولے نہ الہی اللہ سے

اکبر نے یکایک مذہب ہنود اختیار کرلیا اور وضع شکل بالکل ہنود کی سی بنالی،
اور بعض رسومات بہی اختیار کیں جب نظر التفات پنڈتوں کی جانب زیادہ ہوئی تو
انہوں نے بہی پرمیشر کا اوتار قرار دیا مثل اور دیوتاؤں کے اس کے بہی
ہزار ہیسے سہسر نام قائم کردئے اور بلحاظ اپنی روایتوں اور اکبر کی پیدائش کے
اشلوک داخل کردئیے غرضکہ یہاںتک ربط ضبط بڑھا کہ بقول ایک مورخ کے
چند روز میں قبلہ عالم سے مہابلی بن گیا عمامہ اور دستار سے آتار کر کٹڑی کی وار
پگڑی باندھلی اور سر ڈاڑھی وغیرہ کا ہبدرا کردیا
ایک عبادتخانہ علیحدہ بناکر خود اس میں بیٹھتا تہا اور ایک برہمن کو ساتھ بٹھاکر
آفتاب اور سیاروں کے منتر سیکہا کرتا تہا چنانچہ تسخیر آفتاب کا منتر اوم اوس کے

ایک ہزار نام سیکھہ کر پڑھنے شروع کئے (بقول ایک روایت) اکثر ایک شر
کو منہہ کرکے سوتا تھا کہ آفتاب خدا کا مظہر ہے اور زراعت ۔ میوہ بلکہ کل کار
عالم کے اسپر منحصر ہیں اور یہ نیر اعظم ہے

حکایت عجیب و اتفاق

انہی ایام میں شیخ ابو الفضل نے اپنی علمی لیاقت کی وجہ اکبر شاہ کی نسبت
آفتاب سے منسوب کردی اور بڑے تپاک سے اپنے قول کے ثبوت پر
رباعی تصنیف کرکے دربار میں لائے خلعت فاخرہ حاصل کئے اور اسی
لئے مذہب کے جس کا نام دین الٰہی اکبر شاہی مقرر ہوا تھا خلیفہ اعظم مقرر ہوئے

رباعی

نوریکہ ز مہر عالم آرا پیداست — از جبہ شاہنشہ والا پیداست
اکبر کہ با آفتاب دارد نسبت — این نکتہ ز ہیات ا پیداست

احکامات دین توحید الٰہی اکبر شاہی

شاہ عادل چوں رعیت پرور است — دوحہ سر سبز بخشش پرور است
از رعیت پرس حال بادشاہ — زانکہ دین شاہ دین لشکر است

اس سے پہلے تو اکبر کا عقیدہ جس طرح کہ ایک مسلمان بادشاہ خراساں کا ہ
چاہئے تہا مگر آخر عمر میں طبیعت ایک لہر میں آئی کہ کچہہ اور بن گیا غرض ہونے ہونے
دین الٰہی کا انتظام شروع ہوا آفتاب کی تعظیم اس کا جزو اعظم تہا بندگی مجرا
کے عوض اللہ اکبر اور جل جلالہٗ مقرر تہا دین الٰہی میں کیا ہندو کیا مسلما
سب داخل ہو سکتے تہے۔ مریدوں کے شجرے کے عوض اکبر شاہ کی تصویر
ملتی تہی اور ہمیشہ اللہ اکبر وظیفہ پڑھنے کی ہدایت ہوتی تہی نور کے تڑکے بادشا

کی صورت دیکھنی عبادت تھی اس لئے لب دریا مشرق رویا ایوان میں اکبر شاہ
بیٹھے تھے اس کا نام جہرہ درشن تھا تاکہ لوگ وہاں سے مہابلی کے درشن کریں شیخ ابو الفضل
خلیفہ اعظم کے ذریعہ سے چیلے پیش ہوتے مریدوں کے لئے چار منزلیں تھیں

اول ترک دنیا
دویم ترک عقبیٰ
سویم ترک موے
چہارم ترک ترک

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک موے ترک ترک

عبادت کا وقت صبح اور آدھی رات تھی چنانچہ اس وقت باجہ اور نقارہ بجتا تھا
جانور اتوار کے دن ذبح کرنا منع تھا دین الہی کی یادگار میں الہ باس کا شہر
جو آجکل الہ آباد سے موسوم ہے تعمیر ہوا تھا عید کی طرح جشن نوروزی اور
ہندی تہواروں کی دھوم دھام ہونے لگی مبارک گھڑی شبھ لگن دیکھکر برہمن
نے پیشانی پر ٹیکا لگایا ادھر بادشاہ نے تخت پر قدم دھرے ادھر ہون -
ہونے لگتا تھا!

ذیل کے امرا شاہی دربار اکبر شاہی میں داخل تھے

فہرست مریدان دین الہی

(۱) ابو الفضل خلیفہ اعظم (۲) شیخ فیضی ملک الشعرا (۳) شیخ مبارک ناگوری (۴)
جعفر بیگ آصف خان شاعر (۵) محمد قاسم کابلی شاعر (۶) عبد الصمد مصور دربار (۷)
خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش (۸) ملا محمد شاہ آبادی (۹) صوفی احمد رسال (۱۰)
صدر جہاں مفتی کل ہندوستان (۱۱) میر شریف آملی جعفار (۱۲) سلطان خواجہ
صدر (۱۳) مرزا ای جانی حاکم ٹھٹھہ (۱۴) تقی خان شوستری (۱۵) راجہ بیربر
(۱۶) شیخ زادہ بنارسی

عہدِ اکبر شاہی کی تصنیفات

جس طرح اکبر بادشاہ بہادر اور شجاع اور منتظم تھا اسی طرح ہر علم فن کا قدردان تھا اس کے عہد میں کئی ایک عجائب و غرائب کتب تصنیف ہوئیں بڑی بڑی سنسکرت کی کتابوں کے ترجمے ہوئے نورتن اکبری نے کیا بلکہ امرائے عہد دولت نے اپنی خداوندی کی یادگاریں کتابیں لکھیں۔

ذیل میں ہم مختصر فہرست اس کے عہد کی تصنیفات کی لکھتے ہیں

(۱) سنگاسن بتیسی سنہ ۹۸۲ھ میں فارسی میں ترجمہ کر نامہ خرد افزا کے نام سے موسوم ہوئی۔

(۲) حیوۃ الحیوان کا فارسی ترجمہ ابوالفضل نے کیا سنہ ۹۸۳ھ میں

(۳) اتھروَن وید کا ترجمہ شیخ بہاون ایک برہمن نے سنہ ۹۸۳ھ میں

(۴) کتاب الاحادیث ملا صاحب شیر محمد ترکستانی لکھی سنہ ۹۸۶ھ میں

(۵) تاریخ الفی سنہ ۹۹۰ھ میں عبدالقادر نے اور چند علما کے ساتھ ملکر لکھی

(۶) رامائن کا ترجمہ علامہ فیضی فیاضی نے کیا سنہ ۹۹۳ھ میں

(۷) جامع رشیدی کا خلاصہ ابوالفضل نے اسی سنہ میں کیا

(۸) مہابھارت

(۹) طبقات اکبر شاہی

(۱۰) سواطع الالہام سنہ ۱۰۰۲ھ میں شیخ فیضی فیاضی نے قرآن حمید کی تفسیر بے نقط لکھی بڑی ضخیم کتاب ہے۔

(۱۱) نلدمن کا قصہ فارسی بھی اسی سال میں شیخ فیضی نے لکھا

(۱۲) لیلاوتی ایک فارسی کی کتاب ہے فیضی نے سنسکرت سے فارسی [illegible]

(۱۳) اکبر نامہ اکبر کا جزوی وکلی حال علامہ ابوالفضل نے تصنیف کیا

(۱۴) آئین اکبری انتظام ملکی میں

(١٥) عیار دانش کلیلہ ومنہ کا قصہ فارسی علامہ ابوالفیض نے تصنیف کیا۔

(١٦) کشکول سیر و سیاحت بہاؤالدین آملی نے تصنیف کیا۔

(١٧) ثمر الفلاسفہ مرزا محمد قاسم نے لکھی۔

(١٨) تاجکتہ علم ہیئت میں تکمل خان گجراتی نے لکھی

(١٩) ہری ہنبس۔ کرسی جی کا حال ملا شیری نے فارسی میں ترجمہ کیا

(٢٠) سجر الاسما
(٢١) مرکز دار
(٢٢) سوز و انکلم
(٢٣) نجات الرشید
— شیخ فیضی نے لکھی ہیں

(٢٤) مضیح البلدان ٩٩٩ھ میں حکیم ہمام نے لکھی

(٢٥) تاریخ کشمیر محمد شاہ ملا مورخ نے لکھی

(٢٦) توزک بابری کا ترجمہ ترکی سے فارسی میں عبدالرحیم خان خان نے کیا۔

(٢٧) ثبوت واجب الوجود حکیم مسیح الدین ابوالفتح گیلانی نے تصنیف کی

(٢٨) ملا پیر محمد بدخشی نے داستان امیر حمزہ لکھی۔

(٢٩) نظام الدین احمد نے تاریخ اکبری لکھی۔

(٣٠) راجہ بیربر نے اپنے نکات و لطائف پیش کئے

ایجادہائے عہد اکبر شاہی

چو گیتی بحشمت چو گردون بکوشش چو کیوان برفعت چو دریا به بخشش

همه عز و تمکین همه جاه و رفعت همه جود و مردی همه دین و دانش

گوئے آتشیں

چوگان بازی کا بہت شوق تھا اکثر ہوتا تھا کہ کھیلتے کھیلتے شام ہوگئی۔ اور بازی ابھی تمام نہ ہوئی اندھیرا ہوگیا گیند نہیں دکھائی دیتی ناچار کھیل بند کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے سنہ ۹۷۴ھ میں گوئے آتشیں نکالی کہ اندھیرے میں شعلے کی طرح جلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی وہ ایک قسم کی لکڑی کی تراشی ہوئی تھی اور کچھ دوائیں مل دیتے تھے (شاید فاسفورس ہوگا) جب ایک دفعہ اسے آگ دیتے تھے تو چوگان کی چوٹ اور زمین پر پٹخنی یا گر کنے سے بجھتی تھی۔ مسیح الدین ابوالفتح گیلانی کی ایجاد تھی۔

دولت محل فتحپور سیکری

سنہ ۹۸۳ھ میں دولت خانہ فتحپور سیکری میں تیار ہوا مسائل مذہبی مہمات سلطنت مقدمات مالی وملکی اس میں پیش ہوتے تھے۔

تقسیم اوقات روزمرہ

سنہ ۹۸۲ھ میں تقسیم اوقات کی ہدایت ہوئی کہ جب سوکر اٹھیں تو سب کاموں سے ہاتھ روک کر باطن کی طرح ظاہر کو بھی نیاز طلب کریں اور عبادت میں مصروف ہوں

معافی جزیہ

سنہ ۹۹۷ھ میں اکبر نے جزیہ اور جنگی کا محصول معاف کر دیا اور اپنی رعیت اس بڑے محصول سے جو مدت سے مسلمان بادشاہوں کا رواج چلا آتا۔ تھا ایک قلم موقوف کرکے نہال اور مالامال کر دیا آئین اکبری میں شیخ صاحب لکھتے ہیں

کہ تمام احکام اکبری میں سے جو حکم آب زر سے لکھنے کے قابل ہے وہ یہی ہے
اس محاصل کا تین کروڑ روپیہ ہے

گنگ محل

سنہ ۹۹۰ھ میں گنگ محل ایجاد ہوا فوراً ۲۰ بچے شیرخوار پیدا ہوتے ہی ماؤں سے لے لئے گئے اور وہاں لیجا کر کہا انکی انائیں۔ خدمت گار نوکر سب گنگ مقرر ہوئے گفتگوئے انسانی کا مطلق اس محل میں دخل نہ تھا۔ فارغ البالی کے ساتھہ سب اسباب آسائش انکے لئے موجود تھے جب بڑے ہوئے سوائے غائیں غائیں کے انکو کیا آتا تھا طبیعت صرف اس امر کے دیکھنے کی مشتاق تھی کہ بال بچے جب گفتگو کرنے لگتے ہیں تو کیا کلمہ اول ہی اول انکے منہ سے نکلتا ہے

تقویم سال نوروز

زمانہ سابق کے گورگانی بادشاہوں سے سال کا دورہ مثل شاہان قدیم فارس ۱۲ سال پر منحصر تھا۔ ہر سال کے پہلے دن کو نوروز کہتے تھے اور بڑا جشن ہوتا تھا۔ مہندسوں اور نجومیوں سے نوروز کی سواری کے لئے ایک نیا جانور مقرر کیا تھا۔ اور مشہور ہوگیا تھا۔ کہ اب کے سال نوروز فلانے جانور پر آئے گا (یعنی فلاں جانور زیر سواری نوروز ہوگا چنانچہ وہ التزام اب تک جاری اور رائج ہے۔

فہرست تقویم دورہ سالہائے نوروز بطریق شاہان قدیم ترکمان

رباعی

موش و بقر و پلنگ و خرگوش شمار　　زین چار چو بگذری نہنگ آید و مار
چوہا　گائے　چیتا

زانگاہ باسپ و گوسفند است حساب　　ہم بوزنہ مگر جیحہ خوک آخر کار
گھوڑا　دنبہ　بندر　کتا　سور

فہرست تقویم زبان ترکی معہ اردو ترجمہ کے

سچقانیل - چوہا - اودئیل - گائے - پارس ئیل - چیتا
توشقانئیل - خرگوش - لوئی ئیل - مچھلی - ییلانئیل - سانپ
آیت ئیل - گھوڑا - قوی ئیل - بکری برہ - بیچی ئیل - بندر
تاقوئیل - مرغا - ایت ئیل - کتا - تنگوزی ئیل - سور

حل رباعی حسین الہ الفضل ذے اکبر شاہ اور آفتاب گی نسبت ثبوت گئے ہیں

دیکھو صفحہ ۶۹

مخفی نہ رہے کہ سباقان و محاسبان اہل عرب نے ایک نیا قاعدہ علم ریاضی میں وضع کیا ہے۔ جس کو **زبر بینات** کہتے ہیں زبر کے لغوی معنے ظاہر کے ہیں بینات کے معنے باطن کے ہیں

قاعدہ

جن دو نوں اسموں کا زبر بینات نکالنا ہو اول دونوں اسموں سے ایک کا زبر نکالتے ہیں اور اعداد زبر بحساب اعداد حروف مکتوبی ابجد لئے جاتے ہیں اور بینات بحساب اعداد حروف ملفوظی ابجد لیتے ہیں لیکن یاد رہے کہ بینات ہیں جو حروف ملفوظی ہیں اس میں پہلا ایک حروف چھوڑ کر باقی ؛ ولیں گے اور وہ ہی پہلا حروف زبر ہوگا اگر اول اسم کے اعداد زبر کے برابر ہوں دوسرے اسم کے اعداد بینات سے تو وہ دو اسم ایک دوسرے کا عین کہلائیں گے

مثال

ا الف، کے اعداد زبر ایک ہے۔ الف کے اعداد بینات ایکسو دس میں

اسم زبر بینات لفظ اکبر اور آفتاب کا حل مفصل طور پر بموجب طریقہ ..ر کے لکھتے ہیں

اکبر کہ با آفتاب دارد نسبت

ا کبر آ ف تا ب

زبر
الف . کاف . را . با   الف فا تا الف با
١ ١٠٠ ٢ ٢٠٠   ١ ٨٠ ٤٠٠ ١ ٢

بینات
لف اف ١٠١   لف ١ - ١ لف ١
١١٠ ٨١ ١٠١   ١١٠ ١ - ١ - ١١٠ - ١

تشریح

مجموعہ اعداد زبر و بینات لفظ اکبر و آفتاب اسطرح ہوا

اعداد زبر اکبر	تبصرہ	اعداد بینات اکبر
ا . ک . ب . ر	پس بموجب قاعدہ مذکورہ کے لفظ	لف ١ - لف ١
میزان ٣٢٣ سنہ ٦	اکبر اور آفتاب کا زبر بینات برابر	میزان ١٩٣
	ہے کیونکہ زبر اعداد لفظ اکبر ٢٢٣	
اعداد زبر آفتاب	ہیں اور بینات لفظ آفتاب ٢٢٣	اعداد بینات آفتاب
ا - ب . ا . ب	ہیں جو ایک دوسرے کے	لف - ا٠١ لف - ١٠١
میزان ١٨٣ سنہ ٦	برابر ہیں ہیں - وھو المطلوب	میزان ٢٢٣

ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر
والی ہندستان بانی دین الٰہی
عمر ۶۰ سال

سال کے بارہ مہینوں کے احکام عجائبہ اکبر شاہ

اکبر نے بہی اپنی یادگار ہیں قدیمی بادشاہوں کی طرح پر جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں سال کے بارہ مہینوں میں امورات مفصلہ ذیل کے واجبات مقرر کئے سب مسلمان اور اہل ہنود خصوصًا مریداں دین الہی اکبر شاہی کو ان کی پابندی ضرور تہی یہہ مہینے قمری تہے

فہرست

مہینہ	حکم
محرم	جاندار کو نہ ستاؤ
صفر	ہندی غلام آزاد کردو اگر وسعت ہو
ربیع الاول	۲۰ نیک عمل محتاجوں کو بخشش دو
ربیع الثانی	ہر روز غسل کرو مہینے میں دو دفعہ زرد لباس پہنو
جمادی الاول	ریشمی کپڑے اور لباس فاخرہ نہ پہنو
جمادی الثانی	چمڑہ کام میں نہ لاؤ
رجب	بہہ برس کی استعداد دراہم کے بموجب اپنے غریب دوستوں کے لئے دستگیری کرو
شعبان	کسی پر سختی نہ کرو
رمضان	اپاہج کو کہانا کہلاؤ اور کپڑا پہناؤ اور عبادت کرو
شوال	ہر روز ہزار دفعہ نام الہی ورد کرو
ذیقعد	اول شب پہلے پانچ روز بیدار رہو اور آخر شب پچھلے پندرہ روز بیدار رہکر یاد الہی کرو
ذی الحجہ	آسائش خلق کے لئے عمارات بناؤ اگر وسعت ہو

شادی خانہ آبادی کا انصرام

شیخ ابوالفضل آئین اکبری میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکبر شاہ نے دو شخص بادیانت خاص اس کام پر مقرر کئے تھے ایک مردوں کی تحقیقات کرتا دوسرا عورتوں کی کیونکہ معاملہ شادی خانہ آبادی کے نتائج اکثر شادی خانہ بربادی کے اصول نکالتے تہے اور مقدمات اس امر کے ہر وقت دربار میں پیش ہوتے تہے اس لئے تحقیقات کرنا اور عمر مرد کی اور عورت کی مقرر کرنا مناسب معلوم ہوا مرد کی عمر ۱۶ سال عورت کی ۱۴ سال قرار پائی اور نذرانہ قاضی یا برہمن حسب حیثیت مقرر ہوا

پنجہزاری	۱۰ اشرفی	نرگس بند	۱۲ روپے
سہ ہزاری	۴ اشرفی	متوسط اشخاص	۱ روپیہ
ہزاری	۲ اشرفی	عام	۱ دام
پانصدی	۱ اشرفی	غربا بالشرط	مفت
صدی	۴ روپے	تصدیق داد وغیرہ	

آئین داغ

سنہ ۱۵۷۴ء میں پٹنے کی مہم فتح کرنے کے بعد اکبر نے آئین داغ رسم نکالی اور سواروں کے گھوڑوں کو لوہے کے داغ سے داغدار گیا اور رفتہ رفتہ یہ بہی تمام عہدہ داروں میں رائج ہو گیا اس میں یہ فائدہ ہوا اگر کسی کا گھوڑا مر جاتا اور وہ گھوڑا داغ کے وقت حاضر کرتا تو بخشی فوج کہتا تہا کہ آج کی تاریخ سے حساب میں آئیگا۔ سوار کہتا تہا۔ کہ میں نے اسی دن خرید لیا تہا جس دن پہلا گھوڑا مرا تہا کبہی یہ بہی ہوتا تہا کہ سوار کرایہ کا گھوڑا لاکر دکہا دیتے اس داغ کرنے کی رسم سے دغا کے رستے بند ہو گئے جو پچہلے بادشاہوں کے وقت سے رائج تہے۔ سواروں کے گھوڑوں کے علیحدہ علیحدہ نام تہے اور انکے واسطے جدا جدا دانے تنخواہ مقرر تہے

عراقی والے کو	[illegible]	روپیہ	ماہوار
مجنس والے کو	[illegible]	〃	〃
ترکی	[illegible]	〃	〃
یابو	[illegible]	〃	〃
تازی	[illegible]	〃	〃
جنگلہ	[illegible]	〃	〃
پیادے کی تنخواہ اول درجہ	[illegible]	〃	〃
〃 〃 دوم درجہ	[illegible]	〃	〃

ملازمان دربار شاہی کے واسطے علیحدہ مسجد بنائی اور نہایت عمدہ سامان سے اس کو مزین کیا تہا۔ جس وقت کسی کو ضرورت ہو بلا تکلف عین وقت دربار سے اٹھ کر ادائے نماز پنجگانہ کے واسطے جا سکتا تہا لطف یہ ہے کہ وہ مسجد دربار کے روبرو تہی حکیم مصری نے جو اپنی ظرافت طبع کے سبب سے بہت ناموری حاصل کی تہی ایک روز اکبر شاہ کو کہتے تہے کہ بہت عمدہ تجویز ہوئی کہ مسجد واسطے اہلکاران دربار تیار ہوئی ہم سب مشکور ہیں اور پہر یہ شعر فی البدیہہ سنائے

تاریخ تعمیر مسجد

شاہ ما کرد مسجدے بنیاد

ایہا المومنون مبارک باد

اندریں نیز مصلحت دارد

تا نماز اں گذار بشمارد

خانہ آبادی شادی کے واسطے قانون بہی جاری کئے تہے اگر عورت ۱۲ برس مرد سے بڑی ہو تو مرد اس سے تعلق نہ کرے رذیل لوگ جب شادی کریں تو کوتوالی میں اطلاع دیں لڑکے کی عمر ۱۶ برس اور لڑکی کی عمر ۱۳ برس قرار دی گئی۔

ہر شخص کو اپنی رسوم ادا کرنے میں کوئی مخالفت نہ تھی۔ دہرمسال۔ شوالہ۔ مسجد۔ جو کسی کا جی چاہے بلا حصول اجازت بنا سکتا تھا فحش عورت کے واسطے ایک علیحدہ جگہ بنائی جس کا نام شیطان پورہ رکھا تھا۔ جو عورت بازاروں میں آوارہ پھرتی نظر آیا کرے اور بعد تحقیقات معلوم ہو کہ اس کے تعلقدار اسکے اخراجات کے کفیل نہیں ہوتے تو حکم تھا۔ کہ اس کو شیطان پورہ میں داخل کردو ہندنی عورت مسلمان کے گھر آئے تو اس کو اپنے تعلقداروں کے پاس پونہچا دو

سنہ ۹۰۹ھ میں حکم ہوا کہ تمام جاگیردار عامل سب مل کر دفتر مردم شماری نام بنام بقید پیشہ وحرفہ وقوم کا مرتب کریں چنانچہ اس کے بعد ہر پانچویں سال مردم شماری اور پیدائش واموات کے نقشہ جات مرتب ہوتے رہے

دہرم پورہ خیرپورہ

شہر کے باہر دو مقام تیار ہوئے ایک مسلمان فقراء کے لئے اور دوسرا اہل ہنود کے لئے جو مسافر آتا انہیں روٹی کہاتا۔ مسلمانوں کے مہمان خانہ کا نام خیرپورہ تہا۔ اور ہنود مہمان خانے کا دہرم پورہ تہا

شیطان پورہ

سنہ ۹۹۷ھ میں شیطان پورہ آباد ہوا جو شہر سے چند میل کے فاصلہ پر تہا۔ جس میں تمام رنڈیاں رہا کرتی تہیں اور وہاں چوکیدار منشی مقرر تہا۔ جو شخص رنڈی کے پاس آکر رہتا تہا۔ اس کو گہر میں لیجاتا تو پہلے نام کتاب میں لکھواتا یہ عوام کے واسطے تہا امراء اگر کوئی رنڈی شیطان پورہ سے منگوانا چاہتا تہا تو حضوری میں اطلاع کے بغیر اجازت نہ ملتی تہی

زنانہ بازار

ہر مہینے میں ایک دفعہ زنانہ بازار لگتا تھا۔ سب اہل حرفہ کی عورتیں اپنا اسباب لاکر قلعہ کے بازار میں دوکانیں سجاتی تھیں بیگمات شاہی ان کی خریدار ہوتی تھیں۔

مابلیز یشن گوڈن

مختلف اشیاء جو مہمات سلطنت میں اجزائے ضروری بلکہ ہمیشہ کاروبار کے لازمی اوزار ہوتے ہیں۔ وقت پر تیار نہیں ملتیں اس لئے سنہ ۹۹۱ھ میں حکم دیا کہ ایک ایک کی حفاظت اور جمع آوری ایک ایک امیر کے سپرد ہو۔

کشتیاں

سنہ ۹۹۷ھ میں کشمیر کو تشریف لے گئے۔ وہاں کی کشتیاں بہت بے رونق دیکھکر بنگال کی طرح کشتیاں بنانے کا حکم صادر فرمایا انکے نشیمن اور بالا خانے جدا جدا تیار ہوئے

جہاز

سنہ ۱۰۰۲ھ میں دریائے راوی پر چھوٹے چھوٹے جہاز تیار ہو کر چلائے گئے مگر ان میں اچھی طرح کامیابی نہ ہوئی

اکبر شاہ کی اولاد و احفاد

اکبر کا سب سے بڑا بیٹا جہانگیر ۱۷ ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ میں پیدا ہوا۔ راجہ بہارامل کچھواہہ کا نواسہ تھا اپنے بھگوانداس کا بھانجا مان سنگھ راجہ کی پھوپھی کا بیٹا تھا۔ شیخ سلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے عطا ہوا اس لئے پہلے نام شہزادہ

سلیم کہاتا تہا یہی وارث تخت ہوا اور سلیم نام بدل کر جہانگیر لقب اختیار کیا۔ چونکہ جہانگیر کو اپنے باپ اکبر شاہ سے حد درجہ کا پیار تہا جس کا مفصل ذکر ہم سوانح عمری جہانگیر میں لکھیں گے اس لئے اس نے بیادگار اپنے عزیز باپ کے جہانگیر لقب اختیار کیا اور لفظ اکبر اپنے لقب میں ازیاد نہ کیا۔ سوادب کے سبب سے مگر در حقیقت جو لفظ جہانگیر اور لفظ اللہ اکبر کے اعداد کے ایک ہیں اس لئے جہانگیر لقب اپنے کیا

سجعہ مہر نور الدین جہانگیر بن اکبر شاہ

حروف جہانگیر و اللہ اکبر

زروز ازل تا ابد شد برابر

ہر دو لفظ مساوی الاعداد ہیں	۲۸۹	جہانگیر
	۲۸۹	اللہ اکبر

سوائے شہزادہ سلیم کے اکبر کے دو بیٹے اور بہی تہے ایک کا نام شہزادہ مراد جو ۱۰ محرم ۹۷۸ھ میں فتحپور کے پہاڑوں میں پیدا ہوا اس لئے اکبر شاہ اس کو پیار سے پہاڑی راجہ کہا کرتے تہے مہم دکن پر سپہ سالار ہوکر گیا شراب کی کثرت سے بیمار ہوکر ۳۰ برس کی عمر میں ۱۰۰۷ کو نامراد ناشاد جوان مرگ دنیا سے گیا ابوالفضل تاریخ انتقال میں فرماتے ہیں

تاریخ سال انتقال شہزادہ مراد

ازگلشن اقبال نہالے شدہ گم

۱۰۰۷ھ

یہ بہادر شہزادہ کئی معرکوں میں اپنے باپ کے زیر سایہ نام پیدا کرچکا تہا خاندیس اور احمد نگر میں بڑے بڑے معرکے سرانجام دئے تہے اکبر شاہ نے اس

لخت جگر کی یادگار ہیں مراد آباد کا شہر آباد کیا تھا جو اتبک موجود ہے اسی سال
شہزادہ دانیال اجمیر شریف میں پیدا ہوا یہ تیسرا بیٹا تہا خان خانان کی بیٹی سے
اس کی شادی کردیگئی خاندیس کی مہم میں ہمرکاب اپنے باپ کے اس شہزادے
نے بہت کچہ کام کیا حاکم جونپور مقرر ہوا تہا ابوالفضل سے اکثر رقابت رہتی
تہی آخر عمر میں کثرت شراب نوشی سے بیمار ہوکر ۱۰۱۲ھ میں فوت ہوگیا یہ
شہزادہ شاعر تہا باپ سے کسی امر پر ناراض تہا کہتے ہیں کہ آخر وقت مرگ
یہ رباعی تصنیف کرکے اپنے باپ اکبر شاہ کی خدمت میں بہیجی اور عفو جرائم کا
خواستگار ہوا

رباعی منکلام شہزادہ مراد

رفتیم و وداع ما ز دل باید کرد — وز آب دو دیدہ خاک گل باید کرد
گر بد ویدی ہمہ نیکو باید گفت — در روز پسین بحل باید کرد

بادشاہ نے نہایت رنج کیا اور شہزادہ کی وفات میں دو روز دفتر تمام بند رہے
تمام ماتم داری ہوئی یہ دونوں شہزادے حقیقی بہائی تہے اور سلطانہ بیگم کے
بطن سے تہے اور سلطانہ بیگم اکبر کے چچا مرزا عسکری کی بیٹی تہی شہزادہ سلیم
جہانگیر جودہ بائی والی فتحپور کے بطن سے تہا اور مراد اور دانیال اس کے سوتیلے بہائی تہے

اکبر شاہ کی وفات اور شہزادہ سلیم نور الدین جہانگیر کی تخت نشینی

لائی حیات آئی قضا لیچلی چلے — اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

ان سب افسوسناک واقعات نے یکبارگی اکبر کے جسم پر چوب خشک میں گھن کی
طرح اثر کیا انتظام شاہی کی طرف سے بیدل ہونے لگا اسی پریشانی اور داغہائے

فرزندی کا نتیجہ ہوا کہ طبیعت علیل ہوئی اور ضعف ایسا طاری ہوا کہ پلنگ پر لیٹے رہنے کے سوائے اور کسی کام کی طاقت نہ رہی یہ شعور دتہے اور سوائے افسوس وحسرت اور زبان پر کچہہ نہ تہا

اشعار حسرت شعار منکلام جلال الدین اکبر شاہ درتاسف

بسیار دریں جہاں چمیدیم | بسیار نعیم و ناز دیدیم
اسپان بلند بر نشستیم | ترکان گراں بہا خریدیم
کردیم بسے نشاط و آخر | چوں قامت ماہ نو خمیدیم

اسی وقت شہزادہ سلیم کو بلوا بہیجا اور سب امراکو دربار میں بلاکر روبرو علماء مجتہداں وغیرہ کے سب سے اپنی خطا معاف کرائی اور اپنے ہاتہہ مبارک سے سلیم شاہ کی کمر میں تلوار باندہ کر تاج پہنایا اور وصیت کی کہ خاندان شاہی کی مستورات کی خبر گیری کرنا سب کے دوستوں کو نہ بہولنا غرض علمی عقلی عملی نصائح آسائش رعیت و خلق خدا کے لئے نصیحت فرمائی اور آخر الامر ان دو شعروں پر اپنی نصائح کو ختم کیا

نصیحت

بدیواں چند از فریاد کس | کہ شاید ز دیواں بود داد کس
مجو درپس فریاد مظلوم را | بروں آر از انگبیں موم را

غرض اسی طرح کی وعظ و نصیحت کے بعد ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ میں مطابق ۱۶۰۵ء میں اس دار و فانی سے بعالم جاودانی سدہارے انا للہ و انا الیہ راجعون اور سکندرہ کے باغ میں کہ اکبر آباد سے کوس بہر ہے دفن ہوئے ہائے افسوس آخر فنا آخر فنا مصرع

دنیا ہمہ ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ

آصف خان تاریخ انتقال میں فرماتے ہیں

تاریخ سال انتقال اکبر شاہ

فوت اکبر شد از قضائے الہ　　گشت تاریخ فوت اکبر شاہ

مگر اس مادہ تاریخ میں ایک کا تخرجہ ضرور ہے شاید بعد ازاں کسی دوسرے شاعر نے اس کا تخرجہ اس طرح کیا ہے

ایضاً تاریخ

فوت اکبر شد از قضائے الہ　　الف کشیدہ ملا کہ فوت اکبر شاہ

۱۰۱۴ھ

ملا شرقی ترکستانی نے تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے

ایضاً تاریخ سال انتقال

جلال الدین محمد شاہ اکبر　　ز دنیا گشت سوئے خلد راہی

چو رضواں دید حیراں شد کہ این کیست　　بگفت ہاتف کہ یک ظل الہی

۱۰۱۴ھ

ضمیمہ کتاب مستطاب جبار اُثر احب مصباح التنویر

فہرست سکہ جات اشعار مضروبہ بر سکہ جات شاہان مغلیہ در ملک ہندوستان

نام بادشاہ	مقام تخت	سکہ مضروب کا شعر
ظہیر الدین بابر	کابل	انکے سکہ پر کوئی شعر نہ تھا
نصیر الدین	دہلی	”
جلال الدین اکبر	آگرہ	مہر مہر شاہ اکبر آبروئے این زر است ۔ تا زمین و آسمان است مہر نور زر بود است
نورالدین جہانگیر	”	بخط نور زد کلک تقدیر ۔ رقم زد شاہ نورالدین جہانگیر
”	دہلی	از فتح و نصرت جہانگیر شاہ ۔ بدہلی زد از فیض لطف الٰہ
”	کابل	سکہ زد در شہر کابل خسرو گیتی پناہ ۔ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
”	کشمیر	روئے زر را ساخت نورانی چو رنگ مہر و ماہ ۔ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر شاہ
”	قندہار	سکہ قندہار شد دخواہ ۔ از جہانگیر شاہ اکبر شاہ
”	لاہور	بدہر باد روان تا فلک بود دور ۔ بنام شاہ جہانگیر سکہ لاہور

ہر سکہ کی دوسری طرف شعر ۔ شبیہ حضرت شاہ جہانگیر نقش بر سکہ زر کرد تصویر

مہر کا سجع | حروف جہانگیر و اللہ اکبر ۔ ز روز ازل تا ابد شد برابر

واضح رہے کہ نورالدین محمد جہانگیر ابن اکبر شاہ نے ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ سکہ رائج کیا تھا اس لیے کئی اشعار تحریر کیے

نام بادشاہ	مقام تخت	سکہ مضروب کا شعر
شہاب الدین شاہجہاں	دہلی	سکہ شاہجہاں آباد طرح در جہاں ۔ جاوداں باد این نام بانی صاحبقراں
محی الدین عالمگیر	دہلی	سکہ زد در جہاں چو بدر منیر ۔ شاہ اورنگ زیب عالمگیر

قطب الدین اعظم شاہ	دہلی	سکہ زد دور جہاں بدولت وجاہ ۔ پادشاہ ممالک اعظم شاہ
معز الدین جہاندار شاہ	دہلی	زد سکہ در ملک چوں مہر و ماہ ۔ شہنشاہ غازی جہاندار شاہ
محمد فرخ	"	سکہ زد از فضل حق بر سیم و زر ۔ بادشاہ بحر و بر فرخ سیر
شمس الدین رفیع الدرجات	"	زد سکہ ہند با ہزاراں بابرکات ۔ شاہنشہ بحر و بر رفیع الدرجات
عالم گوہر شاہ عالم	"	سکہ زد بر ہفت کشور ہمچو تاباں مہر و ماہ ۔ شہ عزیز الدین عالمگیر غازی بادشاہ
چراغ الدین عالمگیر ثانی	"	بزر زد سکہ صاحب قرانی ۔ چراغ الدین عالمگیر ثانی
شاہ اکبر ثانی	"	سکہ زد بر ہفت کشور سایہ فضل الہ ۔ حامی دین محمد شاہ اکبر شاہ بادشاہ
ناصر الدین محمد شاہ	"	سکہ زد بزر بفضل الہ ۔ شاہ عالم شہ محمد شاہ

دیگر فہرست سکہ جات شاہان افغانی در ملک ہندوستان

احمد شاہ ابدالی	قندہار	حکم شد از قادر بیچوں با محمد بادشاہ ۔ سکہ زن بر سیم و زر از اوج ماہی تا بماہ
نادر شاہ ایرانی	ایران	سکہ بر زر کرد نام سلطنت اندر جہاں ۔ نادر ایران زمین خسرو گیتی ستاں
"	اشرفی طلائی پر	ہست سلطان بر سلاطین جہاں ۔ شاہ شاہاں نادر صاحب قران
تیمور شاہ پسر احمد شاہ ابدالی	کشمیر	چرخ می آرد طلا و نقرہ از خورشید ماہ ۔ تا زند بر چہرہ نقش سکہ تیمور شاہ

تاریخہائے سال انتقال بادشاہان مغلیہ ہندوستان معہ تاریخ و سنہ وفات ہر یک ازیشاں

نمبر شمار	نام بادشاہ		معہ تاریخ انتقال	سنہ ہجری
۱	امیر تیمور گورگانی صاحبقران		مالک جاد بہشت	سنہ ۸۰۷ھ
۲	جلال الدین میران شاہ		جذیو بزم فنا	سنہ ۸۱۰ھ
۳	سلطان محمد مرزا		شاہنشاہ ملک بقا	سنہ ۸۵۵ھ
۴	سلطان سعید مرزا		خسرو ابد	سنہ ۸۷۳ھ

۵	سلطان عمر شیخ مرزا	عمر سلطان شیخ آخر شد فناہ	سنہ ۸۹۹ھ
۶	ظہیر الدین بابر بادشاہ	بہشت گیر	سنہ ۹۳۷ھ
۷	نصیر الدین ہمایوں شاہ	ہمایون بادشاہ از بام افتاد	سنہ ۹۶۰ھ
۸	جلال الدین اکبر شاہ	الغ کشیدہ ملائک زفوت اکبر شاہ	سنہ ۱۰۱۴ھ
۹	نور الدین جہانگیر	جہانگیر از جہاں رفت	سنہ ۱۰۳۷ھ
۱۰	شاہجہاں شہاب الدین	اہل غم	سنہ ۱۰۷۶ھ
۱۱	محی الدین عالمگیر شاہ	شہنشاہ جا جنت	سنہ ۱۱۱۸ھ
۱۲	قطب الدین اعظم شاہ	معظم جلیل مرد	سنہ ۱۱۲۳ھ
۱۳	معز الدین جہاندار شاہ	جہاندار شہ سے جہاں واہ چھوٹا	سنہ ۱۱۲۵ھ
۱۴	فرخ سیر	فرخ سیر بارم رفت	سنہ ۱۱۳۱ھ
۱۵	رفیع الدرجات	آہ رفیع الدرجات لعدن	سنہ ۱۱۳۱ھ
۱۶	شمس الدین رفیع الدولہ	شمس الدین بخلد رفت	سنہ ۱۱۳۴ھ
۱۷	محمد شاہ بادشاہ	از دل ہند عیش رفت	سنہ ۱۱۶۱ھ
۱۸	عالمگیر ثانی	عالمگیر ثانی	سنہ ۱۱۷۳ھ
۱۹	احمد شاہ	داخل جنت بود	سنہ ۱۱۵۸ھ
۲۰	اکبر شاہ ثانی	اکبر ثانی بہ عدن رفت	سنہ ۱۲۵۳ھ
۲۰	ابو ظفر بہادر شاہ	داخل اوج خلد	سنہ ۱۲۸ھ

تاریخہائے سال تصنیف کتاب مقبول ارباب یاقوت احمر یعنی سوانحعمری و حالات

حیات راجہ مصاحب دانشور بیربر وزیر اکبر

از طبع مولف و مصنف کتب معدودہ ایم عبد العلی پرلاس

مرتب ہوئی جب یہ نادر کتاب — لطائف ہیں کیا خوب جس میں عجیب

کہا سال ہجری کا پرلاس نے — سر دست لکھدو عجیب و غریب

سنہ ۱۳۳۶

از طبع وقاد مصنف کتاب ایم اے لاس

حیات بیر بر گشتہ چو تصنیف | بوقت سعد دور اسعد شمار یخ
ندا ور داد ہاتف بر سائش | کہ مژدہ حمد نو دنہ است تاریخ

۱۸۹۰ء

ایضاً از مصنف کتاب

پئے اوراک حالات سلاطیں | کتاب با ہزاران زیب و تزئیں
رقم زد چوں مصنف بہر اسمش | ز رنائے خرد پر سید آئیں
بسال اختتامش گفت برلاس | ز تاریخ بدیعی خوشہ برچیں

۱۳۱۶ء

تاریخ طبعزاد تلمیذ عزیز وافر تمیز منشی محمد احسان شریف پشاوری سوداگر

تاجر چائے از مقام جزیرہ شنگھائی من مصافات سلطنت چین

ہو گئی تیار جب تاریخ یہ | بے مثل و نام خدا کیا خوب ہے
سال تصنیف اس کا لکھ دو الی شریف | سال بکرم نسخہ مرغوب ہے

۱۹۵۳ بکرمی

تاریخ سال تصنیف طبعزاد اسوہ کابر نجبا عمدۃ الاعظم نقبا خوشنویس خفی و جلی جواہر قلم زرین لسان عربی و فارسی ہیر گوہر عملشیا رضوی مدرس اعلیٰ پروفیسر فارسی مشن ہائی سکول پشاور

سیر ریاض فیض عدیم البیان سے آج | تازہ کیا ہے چشم کو اہل جہاں نے
گوہر کو عندلیب نے یوں کان میں کہا | باغ خرد کھلایا اس باغبان نے

۱۸۹۰ء

تمام شد